مسلسل اشاعت کے چالیس سال

بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

525

جمادی الاول ۱۴۳۰ھ

مئی 2009

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی ودینی ہمہ گیر خدمات سے بحمدللہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک وبیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباً نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تاقیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف دو کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباً علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب و اہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کے لئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ **واجرکم علی اللہ۔**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

اکاؤنٹ نمبرز: یو بی ایل اکوڑہ خٹک 100-0001-7

نیشنل بینک اکوڑہ خٹک 17 - 5 ☆ مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ 1120 - 6

Email: editor_alhaq@yahoo.com

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

قرآن اکیڈمی لائبریری
12-6-09
اکوڑہ خٹک

ماہنامہ الحق

جلد نمبر ---- 44
شمارہ نمبر ---- 08
جمادی الاول ---- ۱۴۳۰ھ
مئی ---- ۲۰۰۹ء

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی
ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: سوات معاہدہ امن کی ناکامی اور لاکھوں متاثرین کی آمد۔ امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز صفدرؒ کی جدائی۔ نامور محقق عظیم دانشور جناب پروفیسر پریشان خٹک کی وفات۔ الحاج فضل خالق شہید مہاجر مدنی۔ ایک سچے عاشق رسول ﷺ کی رخصتی .... راشد الحق سمیع ۲
وفاق المدارس العربیہ اور کراچی کے جید علماء کرام کی دارالعلوم آمد اور خطاب .... ضیاء الرحمٰن حقانی ۹
عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات .... مولانا عرفان الحق ۱۴
رزق حلال، کسب معاش اور حب مال کا مآل .... حضرت مولانا انوار الحق صاحب ۲۰
عہد حاضر اور شریعت اسلامی .... ڈاکٹر محمود احمد غازی ۲۷
خبیث اور حرام اشیاء کی حرمت (طب جدید کے تناظر میں) .... پروفیسر ڈاکٹر نثار محمد ۳۴
پیکر علم و عمل حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ .... مولانا عرفان الحق ۴۹
اسلامی بینکوں کی اسٹیٹ بینک کی طرف سے شرعی نگرانی .... مفتی ذاکر حسن نعمانی ۵۴
دارالعلوم کے شب و روز .... جناب شفیق الدین فاروقی ۶۰
تعارف تبصرہ کتب .... ادارہ ۶۲

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار حضرات کے خیالات و آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر (0923)630340-630435
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com Fax(0923)630922
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/25 روپے سالانہ -/250 بیرون ملک 25$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

راشد الحق سمیع حقانی

سوات معاہدۂ امن کی ناکامی اور لاکھوں متاثرین کی آمد

ملک اور خطہ میں جاری آگ کہاں سے کہاں پھیل گئی ہے۔ اہل وطن کو ہر روز قیامت کی ہولناکیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ خون کا ایک سیلاب ہے جس میں بدقسمت مسلمان بالعموم پاکستانی اور پھر خصوصاً پختون اس میں بہتے چلے جارہے ہیں۔ معلوم نہیں کہ مسلمانوں اور پختونوں کو کن اعمال کی سزا دی جارہی ہے؟ گزشتہ تیس برس سے افغانستان اور اس کے ملحقہ پختونوں کے علاقے ساری دنیا کیلئے تختہ مشق ستم بنے ہوئے ہیں۔ طرفہ تماشہ یہ ہے کہ پختونوں کے ساتھ یہ ظالمانہ اور سفاکانہ کاروائیاں ایسے وقت میں کی جارہی ہیں جب زمام اقتدار پختونوں کے تحفظ کی نام نہاد علمبردار قوم پرست جماعت اے این پی کے ہاتھوں میں ہے' وہ اے این پی جنہیں خان عبدالغفار خان کے عدم تشدد کے فلسفہ پہ بڑا ناز ہے۔ اگرچہ اس جماعت کی حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ موجودہ صورتحال میں بھی یہ فوجی آپریشن اور پختونوں کی قتل وغارت گری اسی جماعت کی مکمل آشیرباد سے ہورہی ہے۔ معاہدۂ امن کی ناکامی اور صوبہ سرحد کی تباہی وبربادی میں اسی حکومت کی نالائقی کارفرما ہے۔ متاثرین سوات کی مدد کیلئے بھی صوبائی حکومت مکمل طور پرناکام نظر آرہی ہے۔ اخلاقاً تو آپریشن میں پختونوں کی اسقدر تباہی وبربادی پر اسے مستعفی ہوجانا چاہیے تھا لیکن ......

سوات کی خوبصورت وادیوں کو نہ جانے کس دشمن کی نظر لگ گئی ہے کہ اب پوری وادی جہنم کا روپ دھار چکی ہے۔ سوات کے طالبان اور پھر افواج پاکستان کے درمیان جاری لڑائی نے سب کچھ جلا کر رکھ دیا ہے۔ جان بوجھ کر ایک منظم سازش کے ذریعے نظام عدل کو چند روز کیلئے بھی برداشت نہ کیا جاسکا۔ مختلف حیلوں بہانوں سے اسے ختم کرنے کی کوششیں پہلے دن ہی سے شروع کردی گئیں تھیں اور بالکل ابتداہی میں اس نظام کا گلہ گھونٹ دیا گیا پھر افواج پاکستان نے سوات میں ایسی بڑی خطرناک کاروائی شروع کردی کہ ماضی بعید میں کسی بھی فوج نے اپنے ہی ملک میں شاید ہی اس بڑے پیمانے پر کی ہو۔ اس افسوسناک آپریشن کے نتیجے میں سوات' بونیر' دیر سے اب تک تیس لاکھ کے لگ بھگ معصوم اور بے گناہ باشندے اپنی جنت نما وادیوں سے اس گرمی میں پاکستان بھر میں دھکے کھانے کیلئے اور سر چھپانے کیلئے مارے مارے پھر رہے ہیں۔ پھر آگے سے ''انسانی حقوق'' کی نام ونہاد متعصب تنظیم متحدہ نہیں بلکہ ''مہاجر قومی موومنٹ'' اور سندھی جماعتوں نے کراچی اور سندھ کے دروازے بھی ان کیلئے بند کردیئے ہیں۔ قیام

پاکستان کے وقت جو عظیم ہجرت ہوئی تھی اس کے بعد یہ دوسری بڑی ہجرت ہے۔ لیکن افسوس اس پر ہے کہ یہ ہجرت اپنے ہی وطن میں اپنے ہی افواج کے ہاتھوں ہوئی۔ اگر یہ آپریشن ضروری بھی تھا تو ان مہاجرین کیلئے پہلے سے تیاریاں کیوں نہیں کی گئیں؟ پھر بعد میں بھی ان مہاجرین کی سنجیدہ مدد وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی جانب سے نہیں کی گئی۔ صرف زبانی جمع خرچ کیا جارہا ہے اور دنیا بھر سے ان معصوم باشندوں کے نام پر لاکھوں کروڑوں ڈالر ہتھیائے جارہے ہیں۔ اور ان مہاجرین کی عملی مدد برائے نام ہی حکومت کررہی ہے۔ اس موقع پر ہم صوبہ سرحد کے غیور عوام کی بے مثال قربانیوں اور ایثار کا ذکر ضروری سمجھتے ہیں جنہوں نے انصار مدینہ منورہ کی یاد تازہ کرتے ہوئے اپنے لٹے پٹے اور مفلوک الحال بھائیوں کے لئے نہ صرف اپنے گھروں، سکولوں، حجروں میں جگہ دی بلکہ اپنے دلوں اور آنکھوں کے دروازے ان کیلئے وا کیے۔ تقریباً ۲۸ رلاکھ کے قریب افراد کو صوبہ سرحد کے لوگوں نے اپنے ہاں پناہ دی ہوئی ہے۔ جبکہ صرف ڈیڑھ لاکھ افراد کیمپوں میں موجود ہیں۔ یہ اسلامی اخوت بھائی چارے اور ایثار کی مثال اکیسویں صدی میں ظہور پذیر ہوئی ہے۔ مقام مسرت ہے کہ ابھی مسلمانوں میں دینی حمیت اور ایثار اور جود و سخا کی رمق زندہ و تابندہ ہے۔

ہمارا حکومت سے یہ سوال ہے کہ کیا فوجی آپریشن سوات کے مسئلہ کا صحیح و دیرپا حل ہے؟ کیا اس فوجی آپریشن سے انہوں نے تمام مطلوبہ مقاصد حاصل کرلئے ہیں؟ کیا یہ علاقے دوبارہ شورش میں مبتلا نہیں ہوں گے؟ اور کیا یہ آگ ردعمل کے طور پر پورے ملک میں پہلے سے زیادہ نہیں بھڑکے گی؟ لاہور، پشاور کے افسوسناک بم دھماکے آنے والے خوفناک واقعات کا پیش خیمہ اور نوشتہ دیوار ہیں۔ جب تک کہ مرض کی پوری تشخیص نہیں کی جاتی اس قسم کے آپریشن اور کاروائیاں صرف آب رواں پر نقش بنانے کے مترادف ہیں۔ اس کے علاوہ افسوسناک اطلاعات یہ بھی ہیں کہ حکومت اس آپریشن کا دائرہ کار شمالی و جنوبی وزیرستان اور دیگر قبائلی علاقوں میں بھی پھیلانا چاہتی ہے۔ جس سے مزید لاکھوں پاکستانیوں اور پختونوں کے بے گھر ہونے کا اندیشہ ہے اور اسکے نتیجے میں بھی ہزاروں پاکستانیوں کا خون بہنے کا قوی امکان ہے۔ خدارا! دوسروں کو خوش کرنے کیلئے اپنے گھربار جلانے کا یہ خطرناک ''شوق'' اب مزید بند ہونا چاہیے کہ اس قسم کی ظالمانہ اور ناعاقبت اندیشانہ فیصلوں سے اب پاکستان کی سالمیت اور اس کا وجود بھی خطروں کی زد میں ہے۔ اس کے علاوہ بلوچستان کی نازک صورتحال بھی آئندہ آنے والے خاموش طوفانوں کا پتہ دے رہی ہے۔

آخر میں ہمارا حکومت سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ فی الفور فوجی آپریشن بند کرکے لاکھوں متاثرین کی باعزت اپنے گھروں کی واپسی کیلئے عملی اقدامات اٹھائیں اور سوات کے متاثرین جن کے گھربار، فصلیں اور اربوں روپوں کی املاک تباہ ہوگئے ہیں انکی آبادکاری کی طرف فوری توجہ دی جائے۔ اگر غریبوں کو زندگی اور اس کی بنیادی ضروریات سے محروم رکھنے کا یہ ظالمانہ سلسلہ جاری رکھا گیا تو یہ بات خارج از امکان نہیں کہ حکمرانوں کے شاہی محلات اور تاج و تخت بھی اس آگ کی تپش اور لپیٹ سے دور نہ رہ سکیں گے۔

امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ کی جدائی

یاس و حسرت کی فضاء چھائی ہوئی ہے چارسو   برقِ غم سے مضطرب احساس کا خرمن ہے آج
نالہ اندوہ ہے ہر بانگِ مرغانِ سحر   نوحہ فریاد ہر آہنگ۔ جان و تن ہے آج

اکیسویں صدی کا پہلا عشرہ امت مسلمہ کے لئے کتنا بھاری اور جان لیوا ثابت ہورہا ہے۔ تمام امت مسلمہ کفر کی یلغار کی وجہ سے نیم جاں اور زخم زخم ہورہی ہے۔ آگے سے اس کے علمی و روحانی رہبر رہنما' زعماء و علماء اور اہل فکر ونظر بھی وقتاً فوقتاً آنکھوں سے اوجھل ہوتے چلے جارہے ہیں۔ مسلمانوں کے عہد زرین کے چند یادگار ٹمٹماتے چراغ اور ہدایت کی مشعلیں بادِ اجل سے اب تک بچی ہوئی تھیں لیکن اس صدی کے پہلے ہی عشرہ میں طوفان اَجل نے کمال برق رفتاری سے ایک ایک کر کے ساری شمعیں اور چراغ حق بجھادیئے۔

آئے عشاق' گئے وعدہ فردا لے کر   اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

اسی کہکشاں اور روشنیوں کی ایک شمع حق' آسمانِ علم کے ماہتاب'مسندِ حدیث کے آفتاب' علم تفسیر کے بدر کامل' اور تمام تحریکات اسلامیہ کے ہلال امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر قدس سرہ العزیز گزشتہ دنوں پانچ مئی ۲۰۰۹ء منگل کی رات آدھی شب ہمیشہ کیلئے ہم سے غروب ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مرحوم کی جدائی اور بچھڑنے سے جو خلاء پاکستان میں دینی جماعتوں اور علمی حلقوں کے لئے پیدا ہوگیا ہے اس کا نعم البدل شاید صدیوں میں بھی پاکستانی قوم کو نہ ملے۔ ظلمت شب کی اجارہ داری اب تک تو صرف رات کے دامن تک محدود تھی اب آپ جیسے اکابرین کے بچھڑنے سے دن میں بھی رات کا سماں نظر آنے لگا ہے۔

اس شہر بے چراغ میں تنہا دِیا ہوں میں   کتنی اندھیری رات ہے اور بجھ رہا ہوں میں

سلسلۃ الذھب کا سلسلہ تو پہلے ہی ایک ایک کر کے ٹوٹ گیا تھا چند ایک کڑیاں باقی تھیں سو آج وہ بھی نہ رہیں۔ حضرت مولانا سرفراز صفدر قدس سرہ العزیز جیسی عظیم ہمہ جہت اور ہشت پہلو شخصیت' اخلاق کریمانہ کے پیکر' اتباع سنت کے مجسمہ اور انسانیت کے آئیڈیل' جامع شریعت وطریقت' ایسی صفات سے متصف شخصیت پر قلم اٹھانا اور اس پر مستزاد یہ کہ انکے اوصاف حمیدہ اور خدمات جلیلہ کا احاطہ کرنا اور وہ بھی ایک کمزور و ناتواں طالبعلم کے خام قلم سے یہ یقیناً چھوٹا منہ اور بڑی بات کے مترادف ہوگا۔ بہر حال ادارتی صفحات کی ذمہ داری نبھانے اور ثواب کی نیت سے چند سطریں بطور تبرک نذر قلم ہیں۔ پھر بھر رہا ہوں خامہ مژگاں بخون دل   سازِ چمن طرازی داماں کئے ہوئے

حضرت اقدسؒ واقعتہً اس زمانے میں امام اہل سنت تھے۔ ساری زندگی جہد مسلسل انتھک محنت درس وتدریس تصنیف و تالیف مطالعہ و کتب بینی اور فکر امت مسلمہ کے سوز وساز اور پیچ وتاب میں گزار دی۔ اکابرین دیو بند کے نقش قدم پر عمر

بھر کار بند رہے اور ان کے مسلک اعتدال کے نقیب داعی رہے۔ (موجودہ حالات میں اکابرین دیوبند کا مسلک اعتدال ہی تمام فتنوں اور آزمائشوں کا راستہ روک سکتا ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلک دیوبند کے حضرات اپنے اکابرین کا مسلک اعتدال قوم کے سامنے زور و شور سے سامنے لائیں کہ دیگر مسالک علمائے دیوبند کے خلاف دن رات منفی پروپیگنڈے کرر ہے ہیں۔ علمائے دیوبند اور وفاق المدارس کو مل بیٹھ کر اس مسئلہ کا فوری نوٹس لینا چاہیے)

آپ ظاہری نمود و نمائش اور شہرت و سمعت سے کوسوں دور رہے۔ عملی سیاست کچھ وقت کے لئے کی تو اس اخلاص کی حد تک اس میں شامل ہو گئے کہ ایک موقعہ پر تنی ہوئی بندوقوں کے سامنے سینہ سپر ہو گئے۔ تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ اور اس کے علاوہ تمام دیگر اسلامی تحریکات میں آپ نے ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔ اس کے علاوہ جب بھی دشمنان اسلام کی سازشیں اسلام کے تناور درخت کو نقصان پہنچانے کیلئے اکٹھی ہوئیں تو آپ پوری آب و تاب کے ساتھ ان کا قلع قمع کرنے کیلئے بے چین اور متحرک ہو جاتے۔ طویل العمری، بیماریوں اور پیرانہ سالی کے باوجود بستر علالت سے بھی آپ ان کا راستہ روکنے کیلئے کچھ نہ کچھ تدابیر اختیار فرماتے۔ ابھی حال ہی میں فوت ہونے سے کچھ دن قبل حضرت والد صاحب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کو خصوصی طور پر گکھڑ بلایا اور انہیں سوات میں جاری آگ بجھانے، نظام عدل کے بچانے کیلئے اور خصوصاً صوفی محمد کو سمجھانے کے لئے اہم خصوصی پیغام دیا۔ پھر بعد میں جب حضرت والد صاحب مدظلہ (اور احقر) صوفی محمد صاحب کے پاس سوات گئے (اور انہیں آنے والے خطرات سے نہ صرف آگاہ کیا بلکہ نظام عدل کی کامیابی کے سلسلے میں حکمت عملی، نرمی اور علماء سے وقتاً فوقتاً مشاورت کرنے کا بھی مشورہ دیا۔) تو اسی بھی حضرت قدس سرہ العزیز نے صاحبزادوں کے پیغام کے ذریعے بڑی داد و تحسین اور دعائیں فرمائیں۔

اس کے علاوہ تصنیف و تالیف آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ درجنوں وقیع کتابیں مختلف علمی اور تحقیقی موضوعات پر آپ کے معتدل مزاج قلم سے منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوئیں اور حضرت کی اکثر کتابوں کو بے نظیر قبولیت ملی۔ درس و تدریس زندگی بھر آپ کا اوڑھنا بچھونا رہا۔ اور خصوصاً مسند حدیث کی رونقیں اور لاج تو آپ نے تقریباً پچاس برس تک قائم و دائم رکھی۔ قرآن فہمی اور اس کی تفسیر و تدریس بھی آپ کا خصوصی طرۂ امتیاز رہا۔ پاکستان بھر سے علماء و طلباء آپ کے حلقہ درس میں بڑی دلجمعی اور شوق و ذوق سے کھچے چلے آتے۔ اس کے علاوہ آپ روحانی سلسلہ کے بھی بڑے پیر و مرشد تھے۔ ہزاروں افراد اس منبع ہدایت سے اپنی پیاس بجھانے اور اپنے مردہ دلوں کی کھیتیاں آباد کرانے کیلئے آپ کے خانوادہ پر تشریف لاتے۔

ہجوم کیوں زیادہ ہے شراب خانے میں فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مرد خلیق

تواضع، انکساری اور بے نفسی آپ کی شخصیت کے نمایاں اوصاف تھے، مہمان نوازی کی صفت سے بھی اللہ نے آپ کو خوب متصف فرمایا۔ آپ کی اولاد، احفاد و دیگر صاحبزادگان کو اللہ نے دین کی خدمت کے لئے قبول فرمایا ہے۔ خصوصاً

آپ کے جانشین معروف عالم دین، محقق، دانشور اور دینی صحافت کے عظیم ترجمان حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ سے اللہ تعالیٰ دن رات مختلف میدانوں میں خدمات لے رہا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کا تعلیمی ادارہ بھی طالبان علم و نبوت کو علم کی عظیم نعمتوں سے عشروں سے سیراب کر رہا ہے۔ ادارہ اس غم میں آپ کے پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

نامور محقق عظیم دانشور جناب پروفیسر پریشان خٹک کی وفات

پختونوں کی سرزمین یوں تو ابد سے سنگلاخ پہاڑوں اور سخت جاں لوگوں کی وجہ سے دنیا میں مشہور ہے لیکن دست قدرت نے ان سنگلاخ پہاڑوں اور غیر ذی ذرع وادیوں کو ایسے ایسے علم و ہنر کے گوہر یکتا اور شجاعت و بہادری کے پیکروں کے بیش قیمت موتیوں و جواہر سے اس سرزمین کو خوب مالا مال رکھا ہوا ہے۔ اکوڑہ خٹک ہی کے دشت و پہاڑوں کی مثال لیجئے، خٹک قبیلے کے معروف سپہ سالار اور پشتو ادب کے عظیم شاعر خوشحال خان خٹک کا طلسماتی کردار آج پشتو اور عالمی ادب کے سرخیلوں میں شمار ہوتا ہے۔ شاعر اسلام علامہ اقبالؒ نے جب یورپ کی لائبریریوں میں خوشحال خان خٹک کے پشتو دواوین کے تراجم دیکھے تو وہ اس سے اتنا متاثر ہوئے کہ ''شاہین'' اور ''خودی'' جو انکی شاعری کا بنیادی تصور و فلسفہ ہے ان ہی سے مستعار لیا۔ معروف عظیم روحانی شخصیت رحمان باباؒ کے صوفیانہ کلام اور واعظانہ پند و نصیحت کی کرشمہ سازیاں ہی ہیں کہ سینکڑوں برس گزر جانے کے بعد بھی یہ زبان زد عام ہیں۔ اس کے علاوہ جناب امیر حمزہ بابا، جناب سمندر خان سمندر، جناب غنی خان اور جناب اجمل خٹک صاحبان کی شاعری کی مقبولیت کا اعتراف بھی عالمی ادب کے ارباب بست و کشاد نے کھلے دل سے کیا ہے۔ یہ چند شخصیات اس مردم خیز سرزمین کے صرف چند نمونے ہیں ورنہ اگر ان کے نام ہی گنے جائیں تو ان کے لئے بھی ایک دفتر چاہیے۔

ع ہزار بادہ ناخوردہ دررگ تاک است

الغرض اسی قافلہ علم و ادب کے ایک اور سپہ سالار ممتاز دانشور، مفکر، نقاد، شاعر، ادیب اور پشتو ادب کے روح رواں اور فن تاریخ کے امام جناب پروفیسر پریشان خٹک (غمی جان المعروف پریشان خٹک) بھی گزشتہ ماہ ہم سے ہمیشہ کیلئے بچھڑ گئے۔ جناب پروفیسر صاحب کی علمی، ادبی اور خصوصاً تاریخی خدمات کے سامنے علم و فضل کا ایک جہان آج ان کی عظمت کے سامنے سرنگوں ہے۔ پاکستان کے تمام اعلیٰ اعزازات ان پر نچھاور کئے گئے۔ پروفیسر صاحب ہمہ جہت اور ہردلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے ہر فن اور ہر موضوع پر بڑا شاندار اور جامع کام کیا ہے۔ یقیناً آپ

کی ذات اور خدمات اکیڈیموں اور اداروں سے بڑھ کر تھی۔ آپ نے مختلف میدانوں میں تعلیمی خدمات سرانجام دیں۔ ان کی زندگی کا بنیادی مقصد ہی درس و تدریس اور تحقیق و تصنیف رہا ہے۔ درجنوں مستند کتابیں آپ کی علمی شخصیت پر دلالت کرتی ہیں۔ خصوصاً پختونوں کی درخشاں تاریخ کو انہوں نے جس طرح اپنی کتاب (پشتون کون) میں مزید اپنے تیشۂ تحقیق اور قلب و جگر کے خون سے جس طرح نکھارا ہے یہ انہی کا خاصہ اور وطیرہ ہے۔ جناب پروفیسر صاحب بڑی خوبیوں اور صلاحیتوں والے باوقار انسان تھے۔ نام کے پریشان خٹک تھے' لیکن فطرتاً مرنج مرنجاں' بذلہ سنج' انتہائی خوش گفتار' خوش شکل اور خوش لباس تھے۔ جس مجلس اور کانفرنس میں جاتے سب کی نگاہوں کے مرکز اور آنکھوں کے تارا ہوتے تھے۔ اپنے نام ''پریشان خٹک'' کے حوالے سے ان کے پاس بے شمار لطائف و ظرائف اور واقعات تھے۔ انکے پاس بیٹھ کر اٹھنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ انکی مجلس میں شعر و ادب اور خصوصاً تاریخ کے موضوع پر ہر وقت اتنا کثیر مواد نوک زباں پر رہتا کہ انسان ان کی قوت حافظہ اور انداز بیاں کی وسعت اور فصاحت و بلاغت پر انگشت بدنداں رہ جاتا۔ آپ پشتونوں کے روایتی معروف خٹک قبیلہ کے اصلی پٹھان تھے اور آپ کا تعلق بھی صوبہ سرحد کے دور دراز علاقہ کرک سے تھا لیکن آپ بلا کے خطیب تھے بلکہ خصوصاً اردو زبان کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی نستعلیق لہجے میں اس روانی اور اس خوبصورتی سے بولتے کہ آپ پر لکھنو اور دہلی کے کسی بڑے علمی مکتب کے استاد کا گماں ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان اور ہندوستان کے اردو خواں طبقہ بھی آپ کی تحریر اور گفتار کا نہ صرف معترف رہا بلکہ کئی حوالوں سے ان کا مدح سرا بھی رہا۔ یہ سب پٹھانوں کیلئے بڑے فخر اور مسرت کی بات ہے۔ جناب پروفیسر صاحب مرحوم کو اکوڑہ خٹک سے کئی نسبتوں کی وجہ سے کافی لگاؤ تھا۔ آپ خوشحال خان خٹک کے بڑے مداح تھے' اکثر ان کے بارے میں منعقدہ تقریبات میں شرکت کیلئے اکوڑہ ضرور ان کے مزار پر آتے۔ اس کے علاوہ ہمارے خاندان کے ساتھ اور خصوصاً حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے ساتھ آپ کا بڑا دیرینہ تعلق رہا ہے۔ آپ حضرت مولانا مرحوم کے بڑے مداح اور عقیدت کیش تھے۔ ہمارے خاندان کے شجرہ نسب کی تیاری کے سلسلے میں انہوں نے بھی بڑی تحقیق اور محنت کی تھی۔ اس کے علاوہ حضرت والد صاحب مدظلہ سے ان کا تعلق دوستانہ حد تک بے تکلفانہ تھا۔ ہمیشہ ہر موقع پر آپ نے دارالعلوم اور ہمارے خاندان کی عزت افزائی فرمائی۔ آپ کی جدائی سے پاکستان کے تمام علمی و ادبی حلقوں میں ایک بڑا خلاء پیدا ہوا ہے۔ یقیناً آپ اس وقت پاکستانی ادب کے سرخیل شمار ہوتے تھے۔ یوں تو قومی علم و دانش اور شعر و ادب کی انجمن آپ جیسے بڑی شخصیت کے جدا ہونے سے بے رونق تو ہو ہی گئی ہے لیکن سرزمین صوبہ سرحد اور خصوصاً پشتو ادب کی بزم جو پہلے ہی درہم برہم تھی اب آپ کی رحلت اور جدائی سے اس کی تمام رعنائیاں اور جلوہ افروزیاں طاق نسیان کی نذر ہو گئی ہیں۔ آخر میں ادارہ جناب پروفیسر پریشان خٹک مرحوم کے تمام پسماندگان اور خصوصاً ان کے صاحبزادگان کے ساتھ دلی تعزیت کرتا ہے۔ ع حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

الحاج لالا فضل خالق شہید مہاجر مدنیؒ

ایک سچے عاشق رسول ﷺ کی رخصتی

کتنی خوش قسمت ہیں دلوں کی وہ کھیتیاں جو عشق رسول ﷺ سے ہروقت سرسبز وشاداب رہتی ہیں اور کتنی مبارک ہیں وہ پیشانیاں جو حرمین شریفین کی مقدس ترین سرزمین پر ہروقت جبیں سائی کرتی رہتی ہیں اور کس قدر قابل رشک ہیں وہ مقدس ہستیاں جو دنیا ومافیا سے کٹ کر اور تمام آسائشِ زمانہ تج کر اپنے خالق حقیقی کی رضا کی خاطر دن رات اس کی چوکھٹ پر پڑے رہتے ہیں۔ انہی قلندروں اور عاشقان باصفا میں سے مرحوم حضرت فضل خالق مہاجر مدنی ؒ بھی ایک عظیم شخصیت تھی جنہوں نے تیس برس سے اپنا گھر بار اور اولاد و کاروبار کو چھوڑ کر حرمین شریفین میں اپنی زندگی وقف کردی تھی۔ آپ حقیقی معنوں میں اللہ کے خصوصی منتخب کردہ افراد میں سے تھے۔ ان کی زندگی کا بڑا حصہ دعوت وتبلیغ میں صرف ہوا۔ آپ تبلیغی جماعت کے ابتدائی رفقاء میں سے ایک اہم فرد تھے اور تبلیغی جماعت کے چوٹی کے اکابرین کے ساتھ دین اسلام کی شبانہ روز خدمت اور اصلاح خلق کی فکر میں آخر دم تک سرگرداں رہے۔ آپ حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ حضرت مولانا سعید احمد خان مدنیؒ کے خصوصی رفیق سفر وحضر تھے اور پھر خصوصاً شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی خدمت بھی آپکے حصے میں آئی۔ چونکہ آپ بنیادی طور پر انجینئر تھے اسلیئے رائیونڈ کے پنڈال کیلئے زمین بھی آپ کی کوششوں سے خریدی گئی اور اس میں پہلے پانی کی بورنگ والی مشین بھی آپ ہی نے اس میں لگائی۔ پھر راولپنڈی کا تبلیغی مرکز زکریا مسجد، مسجد نور چارسدہ بھی آپ کی کوششوں اور مشوروں سے تیار ہوئی، اسی طرح حضرت انعام الحسنؒ نے آپکو خصوصاً ہندوستان بلاکر بستی نظام الدینؒ میں پانچ منزلہ بلڈنگ تبلیغی مرکز کیلئے آپ ہی کی نگرانی میں بنوائی۔ یہ آپکی تبلیغی جماعت کیلئے بڑی خدمات اور آخرت کا بہترین اثاثہ ہیں۔ اصلاً آپ حضرت مولانا سعید احمد خان مدنیؒ کی دعوت پر آج سے تقریباً تیس برس قبل مدینہ منورہ ہجرت کرگئے تھے اور وہاں پر زندگی کا باقی حصہ گزارا۔ پھر آخر میں آپ مستقل مکہ حرم شریف میں آکر رہنے لگے۔ دن میں روزانہ بیس، پچیس طواف کرنا آپکا روز کا معمول تھا۔ اسکے علاوہ شغفِ قرآن پاک کا یہ عالم تھا کہ روزانہ پچیس سے اٹھائیس پارے آپ بلاتکلف پڑھتے تھے یہ ایمان اور روحانی قوت ہی کی بدولت ممکن ہے۔ حادثہ سے کچھ دن قبل مدینہ منورہ میں دو ہفتے قیام کیا پھر وہیں سے احرام باندھ کر عمرہ کا ارادہ کیا، مکہ معظمہ کے راستے میں تلبیہ پڑھتے ہوئے انکی کار کا ایکسیڈنٹ ہوگیا۔ اتفاق سے آپکے قابل وفاضل فرزند مولوی محمد اسرار بھی اپنی والدہ سمیت عمرہ اور آپ سے ملاقات کیلئے مکہ پہنچ گیا تھا۔ اگرچہ زندگی میں ملاقات انکے درمیان نہ ہوسکی لیکن تدفین وغیرہ کی آخری خدمات انکے حصے میں آئی۔ مسجد نبویؐ میں فجر کے بعد آپکا نماز جنازہ پڑھا گیا اور جنت البقیع میں آپ کیلئے قبر کی جگہ بھی مل گئی۔ عشق رسول کی برکات اور حرمین سے عشق کا نتیجہ سب کے سامنے ہے۔ آپکی دوائیوں کے ڈبے میں آپکے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک شعر برآمد ہوا جو زبان حال سے اپنی بندگی اور عشق کی داستان سنا رہا تھا۔ جان دی دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ضبط وترتیب: ضیاء الرحمٰن حقانی
متعلم دورہ حدیث جامعہ ہذا

وفاق المدارس العربیہ اور کراچی کے جید علماء کرام کی دارالعلوم آمد اور طلباء سے خطاب

۲۷/اپریل ۲۰۰۹ء کی رات کو کراچی کے جید علماء کرام کا ایک وفد شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سے بغرض ملاقات جامعہ دارالعلوم حقانیہ پہنچا۔ وفد کا بنیادی مقصد ملک کے نامساعد حالات خصوصاً سرحد اور سوات میں فسادات کے سدباب کیلئے غور وخوص کرنا تھا۔ وفد کی قیادت استاذ المحدثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب، صدر وفاق المدارس اور مفتی اعظم مولانا محمد رفیع عثمانی صدر دارالعلوم کراچی کر رہے تھے۔ دارالعلوم حقانیہ کے دارالحدیث ایوان شریعت (ہال) میں ایک مختصر مگر پرنور اجتماع منعقد ہوا۔ تمام شیوخ واکابر سٹیج پر جلوہ گر تھے۔ ان میں نوجوان عالم دین جرأت وشجاعت کے پیکر مولانا عدنان کاکا خیل بھی موجود تھے۔ جنہوں نے سابق صدر جنرل مشرف کے منہ پر کلمہ حق کہہ کر اپنے عظیم خاندان کی روایات کو برقرار رکھا۔ طلباء کرام نے مہمان علماء کرام کے قیمتی جواہر پاروں سے استفادہ کیا اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ نے اجازت حدیث بھی مرحمت فرمائی۔ زیر نظر مضمون علماء کرام کے مختصر مگر جامع اور پُر مغز ارشادات کا مجموعہ ہے جس کو مولوی محمد رئیس طوروا اور مولانا ضیاء الرحمٰن حقانی (متعلمین دورہ حدیث) نے قلم بند کیا۔ افادہ عام کیلئے نذر قارئین ہے ______ (ادارہ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ: (خطبہ استقبالیہ)

حمد وثناء کے بعد: میں طلباء کرام اور اساتذہ کرام جامعہ حقانیہ کی طرف سے ان تمام علماء کرام اور مشائخ عظام کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے اپنے بے پناہ عوارض ومشکلات کے باوجود ہمیں اپنی ملاقات سے مشرف فرمایا۔ عزیز طلباء کرام! آج یہ دارالعلوم حقانیہ کیلئے ایک تاریخی دن ہے کہ یہاں ایسے اہل اللہ کا اجتماع ہو رہا ہے جو اپنی اپنی جگہ پر جبال العلم اور نابغہ روزگار ہیں۔ یہ مہمان اکابر ایک عظیم مقصد کیلئے تشریف لائے ہیں کہ سوات اور اس کے متعلقہ علاقوں میں نظام عدل اور امن کیسے برقرار رہے؟ کیونکہ حالات حاضرہ ان الدین بداء غریباً الخ

کا مصداق اتم ہیں۔ستم بالائے ستم یہ کہ بعض نام نہاد عاشقان رسول بھی حکومتی ہتھکنڈوں میں پھنس چکے ہیں۔انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ نفاذ اسلام تمام مذہبی جماعتوں کا ایک مشترکہ فیصلہ ہے۔

لہٰذا شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ' حضرت مولانا اسفندیار صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی صاحب مدظلہ اور دیگر علماء کرام کی تشریف آوری اس بات کا اعلان کررہی ہے کہ سوات میں نہ طالبانائزیشن ہے نہ دہشت گردی بلکہ وہاں کے لوگوں کو ایک حق کے نظام کا نفاذ مطلوب ہے۔ان حضرات کا ایسے کٹھن حالات میں سوات جانا اور یہاں آنا ہمارے اور آپ کیلئے ایک درس عبرت ہے کہ معاشرے میں جب کبھی بگاڑ پیدا ہو تو علماء حق اس کی اصلاح کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔لہٰذا ان حضرات کی یہ جدوجہد شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کے مشن کی یاد تازہ کرتی ہے۔شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب' والدمکرم حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے خصوصی شاگرد رشید ہیں۔حضرت والدمحترم آپ سے انتہائی محبت کرتے تھے۔مولانا سلیم اللہ خان صاحب انتہائی بڑھاپے اور بیماری کی حالت میں تشریف لائے ہیں' اللہ تعالیٰ ان حضرات کی جدوجہد و مشقت کو قبول فرمائیں۔آمین۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ۔صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان:

حضرت الشیخ سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ نے طلباء کرام کی دیرینہ آرزوؤں کی تکمیل فرماتے ہوئے ان کو اجازت حدیث سے سرفراز فرمایا۔حدیث شریف کی عبارت سننے کے بعد فرمایا:

عزیز سامعین! حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ نے دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ دارالعلوم حقانیہ دیوبند ثانی ہے' ان کا یہ فرمانا بالکل بجا ہے۔اپنی خدمات' روایات اور طلباء کی تعداد کے لحاظ سے دارالعلوم حقانیہ حقیقت میں آج پاکستان میں دیوبند ثانی کی روایات زندہ کیے ہوئے ہے۔اس سے ہمارا علمی اور قلبی تعلق ہے۔ حضرت مولانا عبدالحقؒ میرے استاد ہیں۔میں حدیث شریف کی تشریح نہیں کرتا البتہ چند باتیں عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔عزیز طلبا کرام! میں آپ سب کو صحاح ستہ کی تمام روایات کی اجازت دیتا ہوں۔میں نے سندِ حدیث کی اجازت اور احادیث پڑھنے کی سعادت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے حاصل کی تھی۔لیکن یاد رکھو! شرط یہ ہے کہ اس سند کی لاج رکھو۔اور ہر ایسے کام سے اجتناب کرو جو ہمارے اکابر کے دامن پر دھبہ نہ بنے۔اللہ تعالیٰ آپ حضرات کا شرح صدر فرمائیں اور دینی فتوحات کا دروازہ کھول دے۔آمین

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ' مہتمم دارالعلوم کراچی:

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم. امابعد. عزیز حاضرین کرام!

جامعہ حقانیہ میں بندہ کی کوئی نئی آمد نہیں بلکہ عنفوان شباب سے یہاں آنے کا تعلق ہے۔البتہ اس دفعہ بہت طویل عرصے کے بعد آنا ہوا۔دارالعلوم حقانیہ کا پرانا نقشہ جدید بلند و بالا تعمیرات کی وجہ سے تبدیل ہو چکا ہے۔ماشاء اللہ

نئی نئی تعمیرات وجود میں آئی ہیں۔ لیکن عزیز طالبعلمو! مدرسے کیلئے سب سے قیمتی اثاثہ طلباء اور اساتذہ ہیں البتہ اگر اللہ تعالیٰ تعمیرات بھی عطا فرمائیں تو یہ اس کی مہربانی ہے۔ عزیزو! میں خود ایک طالب علم ہوں اسلئے طلباء کے درمیان بیٹھتے ہوئے مزہ آتا ہے اور ان سے باتیں کرنے میں لذت محسوس کرتا ہوں لہٰذا اگر گفتگو کا سلسلہ شروع کروں تو آپ حضرات سننے سے اکتا جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح معنوں میں طالب علم بنائیں۔ میرے والد ماجد مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیعؒ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ ''میرا جینا بھی طلباء کرام کے ساتھ ہو اور میرا مرنا بھی'' دراصل یہ دعا ماخوذ ہے دعا نبوی ﷺ سے۔ اس لئے کہ ایک حدیث شریف میں رسول ﷺ کی یہ دعا منقول ہے۔ **اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین.** یہ طلباء کا مجمع بھی مساکین کا مجمع ہے اور حدیث شریف میں اس کا اولین مصداق یہی طلبا کرام ہیں۔

عزیز طالب علمو! یہ طالب علمی کسی مخصوص زمانے تک محدود نہیں ہیں بلکہ **طلب علم من المهد الی اللحد** یعنی رسمی فراغت سے کوئی عالم، فاضل یا علامہ نہیں بنتا بقول حضرت شاہ صاحبؒ (کشمیری) کہ اصل چیز علم کی پختگی، قوت مطالعہ اور استعداد ہے۔ جب یہ چیز حاصل ہو جائے تو پھر درسا درسا پڑھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ امین۔

پیر طریقت حضرت مولانا اسفندیار صاحب مدظلہ۔ مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ دارالخیر کراچی

محترم طالب علمو! آپ اور ہم جو چمنستان علم جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی شکل میں دیکھ رہے ہیں یہ کوئی راتوں رات نہیں بنا بلکہ اسکی آبادی و آبیاری میں ایک شیخ کبیر، ولی کامل حضرت مولانا عبدالحقؒ کی شب بیداری اور اللہ کے حضور میں گریہ وزاری شامل ہے یہ مرکز علم وعرفان جامعہ حقانیہ نصف صدی سے زائد جہد مسلسل اور عمل پیہم کا نتیجہ ہے۔ عزیز طالبعلموں! یہ جامعہ مولانا سمیع الحق صاحب کا کوئی ذاتی اثاثہ نہیں بلکہ یہ ہم سب کی مادر علمی ہے اس کی اینٹ اینٹ کی حفاظت ہمارا اولین فریضہ ہے۔ عزیز طالب علمو! میری مخلصانہ نصیحت آپ سب کو یہ ہے کہ راتوں کو اٹھ کر تہجد پڑھ لیا کریں امن وامان اور جامعہ ہذا کی بقا اور سالمیت کیلئے دعائیں مانگا کریں۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

حضرت مولانا محمد اسعد تھانوی صاحب مدظلہ، مہتمم جامعہ اشرفیہ سکھر:

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا: میرے معزز طلباء کرام! اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کو علوم نبوت کیلئے منتخب کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے کیونکہ یہی وہ فرقہ اور جماعت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے امتیازی طور پر مذکورہ آیت میں ذکر کیا ہے۔ اور اس انتخاب میں ہمارا ذاتی کوئی کمال نہیں۔ جس طرح کہ ایک خادم کو بادشاہ اپنی خدمت کے لئے مقرر کرتا ہے تو خادم کو بادشاہ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کیونکہ بادشاہ کی خدمت کو ہر ایک باعث عزت گردانتا ہے اب بادشاہ کا تمام لوگوں سے صرف نظر کر کے اس کا انتخاب کرنا یقیناً خادم پر احسان ہے۔ سوا لاکھ کو صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ

کی ہر ہر ادا کو محفوظ کیا۔ابو ہریرہؓ نے دنیاوی معاملات کو خیر باد کہہ کر اپنے آپ کو اس لئے وقف کر دیا تھا اور ہر ہر حدیث کا حفظ شروع کر دیا' دوسرے صحابہ تو دوسرے کاموں میں بھی مصروف رہتے تھے لیکن واما ابوھریرۃ رضی اللہ فھو ملصق بباب رسول اللہ ﷺ اسی وجہ سے ابو ہریرہؓ کو علوم نبویہ میں ایک امتیازی شان حاصل ہوگئی تھی۔ آپ خود سوچئے درجہ اول کی احادیث کی تعداد دس ہزار سے زیادہ نہیں۔صرف ابو ہریرہؓ سے ۵۳۷۴ احادیث مروی ہیں۔علامہ سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ "جب میں نے سیرت الرسول ﷺ پر احادیث کو دیکھنا شروع کیا تو ایسا محسوس ہوا کہ سوا لاکھ صحابہ انسان نہیں بلکہ ویڈیو کیمرے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی ہر ہر ادا کو محفوظ کر دیا اور یہ صحابہ ایسے طالب علم نہیں تھے کہ زبان رسول سے کوئی جملہ نکلا ہو اور انہوں نے محفوظ نہ کیا ہو۔"

شاید صحابہ کرامؓ کو ایسا خراج تحسین کسی نے پیش نہ کیا ہو۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔امین۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل محمد صاحب' جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی:

میرے محترم اور عزیز طالب علموں! جامعہ دارالعلوم حقانیہ کو دیکھ کر اور آپ حضرات کی زیارت کر کے میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ویسے بھی دارالعلوم حقانیہ کیساتھ میری ایک گونہ علمی تعلق ہے کیونکہ یہاں کے سابق استاذ صدر المدرسین متکلم وقت حضرت مولانا عبدالحلیم صاحبؒ یہاں میرے مشفق استاذ تھے۔

عزیز طلباء! حصول علم میں کوئی بھی موقع فروگزاشت نہ کریں کیونکہ عجم کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے اگر علم ثریا پر تو یہ اہل عجم اس کو وہاں سے بھی حاصل کرلیں گے۔اسلئے اس ارشاد پاک کا مصداق بننے کیلئے حصول علم میں انتھک محنت کرنے کی ضرورت ہے۔عزیزو! جس گلستان علم میں تم پل رہے ہو اس کے ایک ایک درخت ایک ایک شاخ اور پتے کی نگہبانی تمہاری ذمہ داری ہے کیونکہ تم ہی اس باغیچے کے پھول اور ثمرہ ہو۔اسلئے خوب محنت کر کے اس سے فائدہ اٹھاؤ خشک اور خراب درخت نہ بنو جس کو باغبان جڑ سے اکھاڑ کر پھینکتا ہے۔کیونکہ اس پر کوئی ثمرہ مرتب نہیں ہوتا۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی ہمیں اس باغ میں علم وعرفان کے چشمے جاری کئے ہیں۔خدانخواستہ ہم آوارہ گرد ثابت ہوئے اور وقت کی قدر و قیمت نہیں کی۔خطرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اس نعمت عظیمہ سے محروم نہ فرمائے۔اخیر میں اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ خدا تعالیٰ جنت میں ہم کو اکٹھا فرمائے جس طرح یہاں جمع کیا ہے کیونکہ ہماری یہاں تو ملاقات ہوگئی لیکن کچھ وقت بعد پھر فراق آجائے گا' البتہ اصل اجتماع جنت کا ہے پھر وہاں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فراق نہیں اس لئے اللہ جل جلالہ سے دعا ہے کہ ہم سب کو جنت کی دائمی نعمتوں سے محروم نہ کرے اور ہم سب کو وہاں اکٹھا فرمائے۔

حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان صاحب مدظلہ' جامعہ فاروقیہ کراچی:

بعد از خطبہ وسلام۔ عزیز طلباء کرام: ہم یہاں شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور جامعہ

دارالعلوم حقانیہ کی زیارت کی غرض سے آئے ہیں۔طلباء کا اتنا بڑا اجتماع دیکھ کر خوش اور حیران ہوا ہوں۔یقیناً یہ ایسی مجلس سے ہے جس سے لوگوں کے ایمان کی طراوت اور روح کو بالیدگی ملتی ہے۔

ان اکابر علماء کا صوبہ سرحد آنا دو اہم مقاصد کی بنیاد پر تھا۔ایک یہ کہ ایم کیو ایم کے سوات میں نظام عدل کے متعلق اعتراضات کا دفعیہ کیا جائے اور دوسری یہ کہ مولانا صوفی محمد سے ملاقات کر کے وہاں کے نظام عدل کا جائزہ لیں۔

محترم سامعین کرام! یہ مملکت خداداد پاکستان بڑی کوششوں اور قربانیوں کے بعد ہمیں ملا ہے۔لیکن افسوس کہ ساٹھ سال گزرنے کے باوجود بھی ہم نے کوئی خاطر خواہ ترقی نہیں کی۔جلسوں' جلوسوں' ہڑتالوں اور زندہ باد مردہ باد کے نعروں نے ہماری سیاست کو آلودہ کیا نظام حکومت بھی برباد ہوا اور تعلیم کا بھی خاتمہ ہوا۔یہ تو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے کہ یہ علماء طلباء اور دینی مدارس موجود ہیں۔آپ حضرات کی ذمہ داری ہے کہ اس مملکت کی حفاظت کریں اور عادلانہ نظام کو کامیاب کرنے کے لئے کوشش کریں ورنہ قیامت کے دن میں ہم سے باز پرس ہوگی۔

عزیز طلباء! باطل حیران ہے کہ ہم کتنی مخالفت کرتے ہیں لیکن اتنی شدید مخالفت کے باوجود بھی مدارس روبترقی ہیں۔لیکن ان کو سمجھ نہیں جب علماء طلباء میں یہ تقویٰ اور ورع ہو اور اپنی جدوجہد کرتے رہیں تو دنیا کی کوئی طاقت مدارس کی ترقی میں رخنہ نہیں ڈال سکتی بلکہ دن بدن ان کی ترقیات میں اضافہ ہوگا۔ان شاء اللہ۔

حضرت مولانا مفتی محمد صاحب مدظلہ جامعۃ الرشید کراچی:

عزیز طلباء! ان تمام بیانات کو سن کر یقین ہوگیا کہ جب تک مدارس اور علماء طلباء موجود ہوں گے۔تو باطل کبھی بھی اپنی ناپاک ارادوں میں کامیاب نہیں ہوں گے۔اور ان طلباء کی قربانی ایک دن رنگ لائے گی۔جس سے اسلامی نظام کا مکمل نفاذ ہوگا ان شاء اللہ۔ عزیزو! ہم سب کو اس ملک کی ایک ایک اینٹ سے اتنی محبت ہے جس طرح دین کے ایک ایک نقطے سے۔لہذا ہم کو ایسے رویے اور بیان سے اجتناب کرنا ہوگا جس سے اس ملک کے مخالفین کو نقصان پہنچانے کا موقع ملے۔کیونکہ جب یہ ملک ہوگا تب اس پر اسلامی نظام کا نفاذ ہوگا۔جب مملکت نہ رہے تو نفاذ کس چیز پر ہوگی......؟

عزیز طلباء! علم صرف معلومات کی حد تک نہ ہو بلکہ اس پر عمل کیا جائے کیونکہ علم نور ہے اور گناہ ظلمت' نور آئے گا تو ظلمت نہیں رہے گی اگر خدانخواستہ ظلمت آئے گی تو نور نہیں رہے گا۔اس لئے بدرویہ سے' ترش لہجہ سے' بداخلاقی اور اکابر کی بے احترامی سے اجتناب کرنا ہوگا۔لہذا کوشش یہ کرنی چاہیے کہ پہلے اپنے جسم میں اسلام نافذ کر کے دنیا کو دکھا دیں کہ ہم اپنے دعویٰ میں صادق ہیں پھر تمام دنیا میں اسلامی نظام کی حقانیت کا ثبوت دیں گے۔اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔امین

قسط (۳) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی

مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۱۹۵۳ء

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری میں معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزّہ و اقارب' اہل محلہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔آپ کی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ تحقیقی عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ' اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں .... (مرتب)

رسول اقدس ﷺ کی وفات پر حضرت فاطمہؓ اور حضرت عائشہؓ کا اظہار غم:

''پیارے باپ نے دعوت حق کو قبول کیا اور فردوس بریں میں نزول فرمایا۔آہ! وہ کون ہے' جو جبریل امین کو اس حادثہ غم کی اطلاع کردے'' ''الٰہی! فاطمہؓ کی روح کو محمد مصطفیٰ ﷺ کی روح کے پاس پہنچادے۔الٰہی مجھے دیدار رسول ﷺ کی مسرت عطا فرمادے''۔ ''الٰہی! مجھے اس معیت کے ثواب سے بہرور کردے۔الٰہی مجھے رسول امین ﷺ کی شفاعت سے محروم نہ رکھنا''

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے دل وجاں پر غم کی گھٹائیں چھاگئی تھیں اور زبان اخلاق نبوی کی ترجمانی کررہی تھی۔

''حیف' وہ نبی جس نے تمول پر فقر کو چن لیا۔جس نے تونگری کو ٹھکرادیا اور مسکینی قبول کرلی''۔ ''آہ! وہ دین پرور رسول ﷺ جو امت عاصی کے غم میں ایک پوری رات بھی آرام سے نہ سویا''۔ ''آہ! وہ صاحب خلق عظیم' جو ہمیشہ آٹھوں پہر نفس سے جنگ آزمارہا''۔ ''آہ! وہ اللہ کا پیغمبر' جس نے ممنوعات کو کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا''۔ ''آہ! وہ رحمۃ

للعالمین ﷺ جس کا باب فیض' فقیروں اور حاجتمندوں کے لئے ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ جس کا رحیم دل اور پاک ضمیر کبھی دشمنوں کی ایذاء رسانی سے غبار آلود نہ ہوا"۔ "جس کے موتی جیسے دانت توڑے گئے اور اس نے پھر بھی صبر کیا"۔ "جس کی پیشانی انور کو زخمی کیا گیا اور اس نے پھر بھی دامن عفو ہاتھ سے جانے نہ دیا"۔ "آہ! کہ آج اسی وجود سرمدی سے ہماری دنیا خالی ہے۔" (انسانیت موت کے دروازہ پر از ابوالکلام آزاد) ڈائری: ۱۲ر مارچ ۱۹۵۳ء

حجاج کا حضرت ابن زبیرؓ کی نعش کو سولی پر لٹکانا:

حجاج بن یوسف نے حضرت ابن زبیرؓ کی نعش سولی پر لٹکائی اس موقع پر حضرت اسماءؓ نے اپنے بیٹے کو دیکھا تو آپ نے اپنے بیٹے پر نظر ڈالی اور مظلومانہ اور دلیرانہ انداز سے فرمایا کہ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ شاہ سوار اپنے گھوڑے سے اترے؟ علامہ شبلیؒ نے حضرت اسماء کے اس قول کا کس قدر اچھا ترجمہ کیا۔ ڈائری: ۱۳ر مارچ ۱۹۵۳ء

لاش لٹکی رہی سولی پہ کئی دن لیکن — ان کی ماں نے نہ کیا رنج و الم کا اظہار
اتفاقات سے اک دن جو ادھر جا نکلیں — دیکھ کر لاش کو بے ساختہ بولیں ایک بار
ہو چکی دیر کہ منبر پر کھڑا ہے یہ خطیب — اپنے مرکب سے اترتا نہیں اب بھی یہ سوار

نزع کے عالم میں حضرت امیر معاویہؓ کے اشعار: سکرات کے عالم میں حضرت امیر معاویہؓ نے یہ اشعار پڑھے:

الالیتنی لم اعشی فی انملک ساعة — ولم اک فی اللذات اعشی النواظر
(کاش میں نے کبھی سلطنت نہ کی ہوتی — کاش لذتیں حاصل کرنے میں' میں اندھا نہ ہوتا)
وکنت کذی تمرین عاشق بلغة — لیالی حتی زار ضنک المقابر (عقد الفرید)
(کاش میں اس فقیر کی طرح ہوتا جو تھوڑے پر زندہ رہتا ہے)

فهل من خالد اما هلكنا — وهل بالموت للناس عار
(اگر ہم مر جائیں گے تو کیا کوئی بھی ہمیشہ زندہ رہے گا۔ کیا موت کسی کیلئے عیب ہے) ڈائری: ۱۱ر مارچ ۵۳ء

حجاج بن یوسف کو مرض الموت میں سزا: حجاج ابن یوسف کو اللہ تعالیٰ نے اس کے ظلم کی سزا دنیا میں بھی دی۔ اس کے پیٹ میں بے شمار کیڑے پیدا ہو گئے اور جس کی وجہ سے اس کو سخت سردی لگتی تھی۔ اس وجہ سے اس کا گزارا آگ کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا۔ اور اس کے گرد آگ کی انگھیٹیاں لگائی گئیں۔

حجاج کی امید رحمت: حجاج نے موت کے وقت آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا کہ الہٰی مجھے بخش دے کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ تو مجھے نہیں بخشے گا۔ پھر یہ شعر پڑھا رب ان العباد قدایا سونی — ورجائی لک الفداة عظیم
(الہٰی! بندوں نے مجھے ناامید کر ڈالا حالانکہ میں تجھ سے بڑی امید رکھتا ہوں' یہ کہہ کر اس نے آنکھ بند کر لیں)
جب حسن بصریؒ سے حجاج کا یہ قول بیان کیا گیا تو وہ پہلے متعجب ہوئے اور کہا کہ کیا واقعی اس نے یہ کہا؟

تو لوگوں نے بتایا کہ ہاں ایسا ہی کہا ہے۔ تو فرمایا ''تو شاید'' یعنی اب شاید بخشش ہو جائے۔

(البدایۃ والنہایۃ ج ۹، ص ۱۳۸، منقول از انسانیت موت کے دروازے پر، مولانا ابوالکلام آزاد) ڈائری: ۲۶ رجنوری ۱۹۵۳ء

اشعار در مدح شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒ :

حق بحقه د باطل دا پاره چڑق دے — هر فرعون لره موسیٰ لیگلے حق دے

لن ماحی د جهالت شیخ عبدالحق دے — حق سیلئی او د باطل مثال د بق دے

ماشی تختی چه سیلئی پرے شی بر سیره — دا خبره د حیران چه نه کڑے هیره (۱)

(از حیران اکوڑوی) ڈائری: ۳ رفروری

۵۳ء کی تحریک ختم نبوت سے متعلق شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کا ایک تقریری اقتباس:

مرزا قادیانی انگریزوں کا بیڑا اٹھانے والا: انگریزوں نے جب دامن ختم نبوت کو تار تار کرنے اور جذبہ جہاد کو مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے میں ہزار کوششوں کے باوجود کامیابی نہ پائی تو ان کے ابلیسانہ عزائم کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کرتے ہوئے بیڑا اٹھایا۔ علماء حق نے اس کے دجل نبوت کا بھرم کھول کر بے نقاب کیا۔ جس کے نتیجہ میں یہ موجودہ تحریک سامنے آئی۔

تحریک ختم نبوت کے مقاصد: یہ موجودہ تحریک ارباب بست وکشاد کو اسلامی فریضہ پورا کرنے اور عوام کے جائز اسلامی مطالبات کو ان تک پہنچانے کیلئے چلائی گئی ہے۔ اس کا مقصد صوبوں کی حکومتیں یا مرکزی حکومت کو بدلنا نہیں اور نہ ہی یہ پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کی غرض سے چلائی گئی ہے۔ بعض لوگ اس کو غلط رنگ دے کر اس زمرے میں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں اس سلسلے میں مرکزی حکومت سے اپیل کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے مطالبات پر ٹھنڈے دل سے غور فرما کر منظور کریں۔

اسلام اور عوام دشمن وزیر خارجہ: ایسے شخص کو وزارت خارجہ کی مسند پر متمکن رہنے دینا جس کی ۹۵ فیصد پاکستانی عوام مخالف ہو اصول دانائی سے بعید ہے اور ایسا شخص جس کی رعایا دشمن ہو وہ کب اس قوم کا خیر خواہ ہو سکے گا؟

مسلمان اور قادیانی اختلاف: مسئلہ ختم نبوت میں مسلمانوں اور قادیانوں کا اختلاف شیعہ، سنی کے مانند نہیں بلکہ یہ ایک ایسا اختلاف ہے جیسا کہ مسلمان اور مشرک میں ہوتا ہے۔ (ڈائری ۱۵ تا ۲۰ مارچ ۵۳)

(۱) پشتو زبان میں یہ اشعار حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب کے زمانہ طالب علمی کے ہیں اس وقت مولانا حیران کا تخلص رکھتے تھے۔ بعد میں میرے ایک آیہ کریمہ کی طرف توجہ مبذول کرانے پر اسے ترک کر دیا گیا۔ اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ حق بجا طور پر باطل کے لئے آسمانی بجلی ہے، ہر فرعون کے لئے اللہ نے ایک موسیٰ بھیجا ہے، آج جہالت کے مٹانے والے شیخ عبدالحق ہیں حق آندھی اور باطل اس کے سامنے مچھر ہوتا ہے، جو آندھی کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ حیران کی یہ بات بھول نہ پاؤ (سمیع الحق)

دیگر اقتباسات:

بنی اسرائیل پر بخت نصر کا تسلط: بنی اسرائیل جب حد سے (سرکشی اور مظالم میں) تجاوز کر گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر جیسا ظالم مسلط کیا جس نے بیت المقدس کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

غرور وتکبر اور اسلام: غرور تکبر اور مسلمانی جمع نہیں ہو سکتے۔ حضرت علیؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ایک انسان پیشاب کے دو راستوں سے پیدا ہوا ہے تو اسے تکبر زیبا نہیں۔ (ڈائری: ۱۵ تا ۲۰ مارچ ۵۳ء)

تحریک ختم نبوت کے علمبرداروں پر مظالم: تحریک ختم نبوت کے علمبرداروں اور فدائین پر جو بے تحاشہ مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اس سے آج حجاج بن یوسف' بخت نصر' فرعون' اور نمرود کی یاد تازہ کی جا رہی ہے۔

ختم نبوت قرآن واحادیث کی روشنی میں:

ماکان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین. (الایۃ)

☆ قال رسول اللہ ﷺ مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنیٰ بیتا فاحسنہ واجملہ الاموضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون ویعجبون لہ ویقولون ھلاوضعت ھذا اللبنۃ وانا خاتم النبیین.

☆ قال رسول اللہ ﷺ ان لی اسماً انا محمد وانا احمد وانا ماحی الذی یمحواللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی .

☆ قال رسول اللہ ﷺ اذا وضع السیف فی امتی لم ترتفع عنھا الی یوم القیامۃ ولا تقوم الساعۃ حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لانبی بعدی.

☆ قال رسول اللہ ﷺ لوکان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب

☆ قال رسول اللہ ﷺ لعلی اماترضی یاعلی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الاانہ لانبوۃ بعدی . (۲۵ر مارچ)

مختصر سوانح رسول ﷺ و تاریخ ابتدائے اسلام: محمد ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف۔ ولادت ۹ ربیع الاول ۱ عام الفیل۔ شادی حضرت خدیجہؓ سے ۲۵ برس کی عمر میں۔ ۴۰ ر برس کی عمر میں وحی کا نزول غار حرا میں ۱۲ نبوی ۲۷ ر رجب کو معراج ہوئی۔ یکم ربیع الاول ۱ھ کو ۵۱ برس ۵ مہینے کی عمر میں ہجرت کی۔ ۲ھ کو اذان کی مشروعیت' خانہ کعبہ کا قبلہ بننا اور رمضان کے روزے فرض ہونا' اولین معرکہ کفر واسلام و بدر کا وقوع ۳ھ زکوٰۃ کی فرضیت' دوسرا معرکہ کفر واسلام احد۔ ۴ھ کو شراب کی حرمت ۵ھ کو عورتوں کو پردہ کا حکم

اور جنگ خندق کا وقوع۔ ۶ھ صلح حدیبیہ وعہد نامہ اور بادشاہوں کے نام اسلام کی دعوت دینے کے مکتوبات۔ جس پر حبشہ کے شاہ نجاشی‘ شاہ منذر‘ حاکم یمن باذان وغیرہ کا اسلام لانا اور شاہ ایران خسرو کا خط مبارک کو چاک کرنا۔ جبکہ اسکندریہ اور مقوقس کے شاہ مسلمان تو نہ ہوئے لیکن ہدایا اور عطایا بھیجے۔ ۷ھ ثمامہ والی نجد‘ جبلہ شاہ غسان‘ فروا بن عمرو خزاعی مسلمان ہوئے۔ ۸ھ خالد ابن ولید‘ عثمان ابن ابوطلحہ اوعمرو بن العاص مدینہ منورہ میں مسلمان ہوئے۔ فتح مکہ و غزوہ حنین۔ ۹ھ میں جنگ تبوک اور فرضیت حج ۱۰ھ حجۃ الوداع۔ ازواج مطہرات کے اسماء۔ حضرت خدیجہ‘ حضرت سودہ‘ حضرت عائشہ‘ حضرت زینب‘ حضرت حفصہ‘ حضرت ام سلمیٰ‘ حضرت جویریہ‘ حضرت ام حبیبہ‘ حضرت میمونہ رضوان اللہ علیہن اجمعین۔ ۱۱ھ ۱۲ ربیع الاول وفات رسول اقدس ﷺ ۶۳ برس کی عمر میں۔ (۲۶۔۲۷ رمارچ)

مزار سلمان فارسیؓ وزیارت گاہ کاظمینؒ:

مدائن کے قریب ایک مقام پر سلمان پارک ہے جس میں حضرت سلمان فارسیؓ کا مزار ہے۔ اور اس کے قریب ہی کاظمین شیعوں کی مقدس زیارت گاہ ہے۔ جس میں امام موسیٰ کاظم کے فرزندان سید ابراہیم اور سید اسماعیل کی قبور ہیں۔ ہلاکو خان نے اس زیارت گاہ کے گنبد اور میناروں سے طلائی لوٹ لی تھی۔ (۲۶ راپریل)

ضیاع عمر: لقد ضيعت عمرى فى التلهى فآه ثم آه ولولم نيلنى رحمة من ربى لكنت من الهالكين والحال ان الزمان يذهب بالبر وليس لى من خيرخبر. حتىٰ طارت من شرورى شرراً. نسينا نفوسنا وغرض خلقنا ونشطنا فانسيانا الله فان من لم يعرف قدر نفسه لم قدر ربه وفى الفسنا آيت وذلائل ولكن لانفقه. (۲۹ راپریل)

شرائط صلح الحديبية:

(۱) ان الرسول ﷺ يرجع من عامه هذه فلا يدخل علينا مكة. واذاكان العام القابل دخلها المسلمون فاقامو بهاثلاثاً معهم سلاح الراكب. السيوف فى القرب.

(۲) وضع الحرب بين الطرفين عشرسنين يأمن فيهن الناس ويكف بعضهم عن بعضٍ

(۳) من اتى محمداً من قريش بغير اذن وليه رده عليهم ومن جاء قريشاً ممن مع محمد لم يردوه عليه

(۴) من احب ان يدخل فى عقد محمد وعهده دخل فيه ومن احب ان يدخل فى عقد قريش وعهد هم دخل فيه. (من محاضرات الامم الاسلاميہ ج ا ص ۱۲۶۔ مطبوعہ مصر ۱۳۵۳ھ) (۲ مئی)

سیرت الصدیقؓ: نام: ایام جاہلیت عبدالکعبہ بعد از اسلام عبداللہؓ۔ لقب: صدیق وعتیق۔ کنیت: ابوبکرؓ۔ قداشتهر به نسب: عبداللہ ابن ابی قحافہ عثمان ابن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب۔ عمر: بوقت قبول اسلام ۳۹ سال۔ والدہ کا نام: سلمیٰ۔ کنیت: ام الخیر۔ پیدائش: عام الفیل سے ڈھائی برس بعد۔

وفات: ۲۲ رجمادی الاخریٰ ۱۳ھ یوم دوشنبہ عشاو مغرب کے درمیان۔ وصلی علیہ عمرؓ ودفن مع النبیؐ کل عمر ۶۳ برس۔

تذکرہ شاہ عبدالرحیمؒ: شاہ عبدالرحیمؒ کان عالماً عظیماً وصوفیاً وھو والد سیدنا الشیخ العلام شاہ ولی اللہؒ ومعاصر محی الدین عالمگیر اورنگزیبؒ واذا کان الشاہ فی الدکن مرید اللجھاد وذھب للشرکۃ فیہ من الدھلی مع الرفقاء المجاھدین فقام علیھم قطاع الطریق فجاھدوا معھم حتیٰ استشھدؒ وکان اسم والدہٖ الشیخ وجیہ الدین نسبہ ینتھی الی سیدنا عمر الفاروقؓ (۱۲رجنوری)

قیادت کی پیروی کے بارے حزم واحتیاط کی ضرورت: مسلمان جس نازک دور سے گزر رہے ہیں اگر انہوں نے حزم واحتیاط اور دوراندیشی سے کام نہ لیا اور بلا امتیاز ہر ایک رہبر کے پیچھے لگ گئے تو نہ صرف یہ کہ ان کو بے حد مشکلات کا سامنا ہوگا بلکہ قوی اندیشہ ہے کہ ان کی ہستی خطرہ میں پڑ جائے اور وہ صفحۂ دہر میں حرف غلط کی طرح مٹا دیئے جائیں۔ (حضرت شاہ معین الدین اجمیریؒ) (۲راگست)

اسلام کی روحانی قوت: اسلام کی روحانی قوت ایک چٹان ہے جس سے جو قوت متصادم ہوتی ہے وہ خود پاش پاش ہوجاتی ہے یا اس میں ہی جذب ہوجاتی ہے۔ اسلام عام حوادث ونوازل کا مقابلہ کرتا ہوا اسی آن بان کے ساتھ قائم ہے۔ (مولانا محمد حبیب الرحمٰن عثمانی دیوبند) (یکم اگست)

ہندوستان کا وارث بہادر شاہ ظفر: میں ہندوستان کا وارث ہوں باغی نہیں ہوں۔ میرے ہی قصرِ انصاف میں مجھے قیدی بنا کے کھڑا کیا گیا ہے۔ یہ تاریخ کا ایک عبرتناک واقعہ ہے۔ بحمد اللہ تیمور کی اولاد نے شہادت کی موت قبول کی۔ میں ہند کا شہنشاہ باغی نہیں ہوں۔ (شاہ ظفر ۱۸۵۸ء) (۳۱رجولائی)

قبولیت کی صورتیں: مولانا نانوتویؒ فرماتے ہیں کہ قبولیت عام کی دوصورتیں ہیں: ایک وہ قبول جو خواص سے شروع ہو کر عوام تک پہنچے اور دوسرا وہ جو عوام سے شروع ہو اور اسکا اثر خواص تک بھی پہنچ جائے۔ پہلا قبول علامت مقبولیت ہے نہ کہ دوسرا اور اس بات کی تصدیق اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ اول بندہ سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں پھر وہ ملاء اعلیٰ کو محبت کا حکم دیتے ہیں اور ملاء اعلیٰ والے اپنے سے نیچے والوں کو (سیرت سید احمد شہیدؒ ابوالحسن علی ندویؒ ص ۸۱) (۳راگست)

مسلمانوں کے انقلابی گروہ کو علماء کی رہنمائی:

اگر موجودہ دور میں علماء نے مسلمانوں کے انقلابی گروہ کی مذہبی رہنمائی نہ کی تو لادینیت کا ایک تلاطم خیز طوفان اس انقلاب کی پشت پر ہوگا جو نہ صرف مذہبی گروہ کا دشمن ہوگا بلکہ اسلام کو بھی کلی یا جزوی طریقے پر نقصان پہنچائیں گا۔ ہم کو آج ہی سے اس تیاری میں کمر بستہ ہونا چاہیے (مولانا عبیداللہ سندھیؒ) (۴راگست)

(باقی آئندہ)

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

رزقِ حلال' کسبِ معاش اور حُبّ مال کا مآل

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وماھذہ الحیوٰۃ الدنیا الالھو ولعب وان الدار الآخرۃ لھی الحیوان لو کانوا یعلمون (عنکبوت۔ع۷)

ترجمہ: یہ دنیا کی زندگی ماسوائے کھیل اور تماشے کے کچھ نہیں اور اصل زندگی آخرت کی ہے (کاش) انہیں اس چیز کا علم ہوتا تو ایسا نہ کرتے۔ **وقال علیہ الصلوۃ والسلام ما اکل احد طعاما قط خیر من ان یاکل من عمل یدیہ وان نبی اللہ داؤد علیہ السلام کان یاکل من عمل یدیہ** (بخاری)

ترجمہ: انسان زندگی میں جو کھانا کھاتا ہے' ان میں سب سے بہتر وہ کھانا ہے جو اپنے ہاتھ سے کمائے اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتے۔

معرکہ خیر وشر : محترم حضرات! گزشتہ جمعہ کو تلاوت شدہ آیت کے ضمن میں دنیا کی حقیقت بیان کرنے کی کوشش کی جس کا خلاصہ یہ کہ رب العالمین نے دار آخرت کو عالم دنیا کے مقابلہ میں بیان فرمایا' دنیا کی زندگی کو لہو ولعب سے تشبیہ دی کہ دنیا ایک ایسا مشغلہ ہے جو کہ عبث اور بے نتیجہ ہے اس پر فائدہ دینے والا کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہوتا جیسے بچے زندگی کا ایک معتدبہ حصہ کھیل کود میں گزار کر اپنے زندگی کو بے نتیجہ بنا کر ضائع کر دیتے ہیں۔ یہی حصہ زندگی اگر بالغ ہونے کے بعد فضول کاموں میں خرچ کی جائے قابل مذمت ہے اگر یہی چند سالہ دور عبادات الٰہی اور ایسے اعمال میں صرف کر دی جو انسان کی مقصد تخلیق ہے وہی حصہ حیات نہ صرف قابل مدح وستائش ہے بلکہ آخرت کا نتیجہ بھی اجور کی شکل میں دائمی اور بے انتہاء مسرتوں اور شادمانیوں کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ دنیا کے ممکنہ مضر اثرات سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ دنیا کے تمام اسباب واشیاء بے کار لغو اور قابل مذمت ہیں۔ انہیں اختیار کرنا بھی شجرہ ممنوعہ ہے۔ نہ کمانا ہے نہ شادی کرنی ہے نہ معاشرہ میں رہنا ہے بلکہ لوگوں سے الگ تھلگ کسی کمرہ یا غار میں دنیا سے فرار اختیار کر کے دنیا سے ہر قسم کی بے رغبتی ہی نجات وفلاح کا ذریعہ ہے۔ بلکہ انسانوں کو فرشتوں جیسے پاک وروحانی مخلوق پر اکرم واشرف المخلوقات کا بلند مقام اسی وجہ سے دیا گیا ہے کہ فرشتے دنیا اور اس کے مضر اثرات کو استعمال کرنے سے عاجز ہیں۔ صرف حق تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس اور اطاعت کی قوت ان میں موجود ہے۔ ان میں نافرمانی کی نہ قوت ہے اور نہ تصور۔ اس کے مقابلہ میں انسان جس کو راہ راست سے ہٹانے کی ابلیس لعین نے مصمم ارادہ کیا ہوا ہے اور انسان میں خیر وشر کو اختیار کرنے کی استطاعت

بھی دی گئی ہے اسی معرکۂ خیر وشر میں دنیا کی اس مختصر زندگی میں یہ اپنے ازلی دشمن شیطان ملعون کو اپنے محنت ومشقت اور رب کی خوشنودی کے لئے شکست دے کر جس کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے یہی اس کے اشرف المخلوقات ہونے کی ایک وجہ ہوسکتی ہے۔ یہ اعلیٰ مقام تب حاصل ہوگا کہ اسی دنیا جس کو الدنیا ملعونہ کہا گیا میں رہ کر بدی کی قوتوں سے قدم قدم پر مقابلہ کیا جائے نہ کہ اس سے فرار کو اپنے نجات کا ذریعہ سمجھا جائے۔

چار امورِ سنت: انبیاء کرامؑ نے اسی عالم میں رہ کر شادیاں بھی کیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری تک تقریباً ہر شریعت میں شادی کو مشروع قرار دیا گیا۔ یہ صرف اس دنیا میں نہیں بلکہ عقد ومعاہدہ کا یہ سلسلہ وتعلق جنت میں بھی رہے گا۔ ارشاد نبوی ہے: **اربع من سنن المرسلین الحیاء والتعطر والسواک والنکاح (ترمذی)** ترجمہ: ''یعنی چار امور ایسے ہیں جو تمام رسولوں کی سنت ہیں۔ ایک حیاء۔ حیاء انسان میں ایسی فطرت ہے جو اسکے اور گناہ کے درمیان حائل ہوکر اسے گناہ سے روکتی ہے۔ دوم سنت خوشبوئی کا استعمال۔ سوم مسواک کا استعمال، چہارم نکاح۔''

سرکار دو عالم ﷺ دنیا سے رخصت ہوتے وقت تک اسی عبادت نکاح پر قائم رہے۔ یہ تصور کر لینا کہ عورت سے نکاح کرنا بھی دنیا ہی دنیا ہے، بالکل غلط ہے بلکہ یہ انبیا اور بالخصوص آنحضرت ﷺ کی سنت وعبادت ہے جب سنت وعبادت ہے تو شریعت میں عورت کے حقوق اور اس کے ساتھ زندگی گزارنے کے طریقے بھی بیان کئے گئے کہ اس کیلئے مہر، روٹی، کپڑا، اور مکان کا بندوبست کرنا ہے، ظاہر ہے کہ لوازمات کو جو حقوق العباد ہیں کے لئے جائز طریقے سے دنیا کے اسباب کو اختیار کرنا ہوگا۔ صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے سے ان حقوق میں سے کسی حق کی بھی ادائیگی نہیں ہوسکتی۔ بھوک سے بدحال آدمی اگر سارا دن صرف روٹی روٹی کا زبان سے ورد کرتا رہے یا غذا کا تصور ہی کرے۔ زندگی گزر جائیگی۔ بھوک سے مزید نڈھال ہوکر دنیا سے رخصت ہوجائے گا۔

رزق حلال کی تلاش: بھوک سے مرنا ممکن ہے ایک نوالہ حاصل کرنا محال ہے، جب تک حصول کے ذرائع واسباب روبہ کار لا کر محنت وتگ ودو نہ کرتے شریعت مطہرہ اور حضور اقدس ﷺ نے امت کو اسی طرح ترغیب دتے ہوئے فرمایا کہ انسان زندگی میں جو کچھ کھاتا ہے اس میں سب سے اعلیٰ وبہتر کھانا وہ ہے جو اپنے ہاتھ سے کمائے۔ اسلام نے کسی جگہ تیار اور مفت خوری کو ترجیح نہیں دی۔ جمعہ کی نماز سے فراغت کے بعد فرمایا:

فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ (سورۃ جمعہ)

جب نماز (جمعہ) سے فارغ ہوجاؤ تو زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (رزق) تلاش کیا کرو۔

مال ودولت یعنی رزق کا دینا نہ دینا۔ زیادہ دینا کم دینا۔ یہ اللہ کی مرضی اور اختیار میں ہے۔ مگر انسان اس پر مکلف ہے کہ یہ حلال طریقہ سے رزق حاصل کرنے کی راہیں تلاش کرے۔ اب اگر کام کرنے والا آٹھ گھنٹے کام کر کے مثلاً سو روپے کماتا ہے اور دوسرا چار گھنٹے کام کر کے ہزار کماتا ہے۔ تو سو روپے کمانے والے کو یہ حق نہیں کہ مالک الملک پر اعتراض

کرے کہ فلاں کو زیادہ اور مجھے کم کیوں ملتے ہیں۔ تقسیم دولت اللہ کے ہاتھ میں ہے فرمان الٰہی ہے:

نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیواۃ الدنیا ورفعنا بعضھم فوق بعض درجات (سورۃ الاحزاب)

ترجمہ: ہم نے لوگوں کے رزق کو (ان کے درمیان) دنیا میں تقسیم کردیا ہے کسی کو اونچا مقام دیا کسی کو کچھ کم۔

اللہ علیم اور حکیم ہے ہر آدمی کے ظرف' دماغ اور قلب کے اندر جو کچھ تصورات وخیالات ہیں ان سے وہ خبردار ہے کہ زیادہ لینے والا اس رزق کا استعمال کیسے کرے گا اور کم لینے والا' دینے والے کے بارہ میں کیا تصور قائم کرے گا' دونوں کا امتحان ہے' ایک کیلئے شکر کی تعلیم ہے' دوسرے کیلئے صابر اور شاکر رہنے کی۔ کیا یہ دونوں امتحان میں کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں' یا زیادہ حاصل کرنے والا کثرت مال کی وجہ سے گناہوں کی دلدل میں پھنس کر منعم اور دینے والے کے ناشکری کا مرتکب ہوتا ہے اور کم مال والا صبر اور قناعت کی جگہ شکوے شکایت شروع کرکے اپنی آخرت کو خراب کر رہا ہے۔

تقسیم مال میں لامتناہی حکمتیں: اسکے علاوہ اس تقسیم مال ودولت میں اللہ کی لامتناہی حکمتیں ہوسکتی ہیں' ان حکمتوں کا سمجھنا ہر تھو خیرو کا کام نہیں یہ تو اس کا کام جو ظاہری علم کیساتھ ساتھ خداوندی اعانت بھی اس کے ساتھ شامل حال ہو' آج کئی عقل کے مارے' روشن خیال' اپنے آپکو دین کے خود ساختہ ماہر سمجھنے اور تعبیریں کرنے والے درحقیقت اپنے دین کے بھی دشمن اور آخرت کو بھی گنوا بیٹھ کر" نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے" کا مصداق بن کر" ھباءً منثورا" ہو گئے۔

امام بیہقی حضورﷺ کا ارشاد نقل کر رہے ہیں کہ "**کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ**" مفہوم یہ کہ الٰہی فریضہ ادا کرنے کے بعد رزق حلال کے لئے کوشش کرنا بھی اہم اور ضروری ہے۔ جیسے پہلے آیت جمعہ کے ذیل میں رب کائنات نے حکم دے دیا ہے کہ میرے فریضہ یعنی نماز جمعہ کی ادائیگی سے فارغ ہوتے ہی حلال معاش کی تلاش کے لئے زمین میں نکل پڑو۔

انبیاء اور کسب معاش: آپ نے سنا ہوگا کہ ہمارے جتنے بھی انبیاء کرام' صحابہ' تابعین' اولیاء' صلحاء' محدثین' فقہاء' مجتہدین اکابر نے جو اسلامی ودینی کارنامے سرانجام دیئے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے منصب اور رتبے کے مطابق آسمان اسلام وعلم وعرفاں کے آفتاب و ماہتاب گزرے۔ اگر وہ چاہتے تو بغیر محنت کے ان کے قدموں میں سونے چاندی کے انبار لگ جاتے۔ نہ کسی کو اشارۃً کنایۃً راغب کرنا پڑتا۔ اور نہ کبھی اس کی حاجت تھی اور نہ خواہش۔ دوسری طرف حالت یہ بھی رہی کہ نہ کبھی دنیا کے حلال حوائج سے فرار اختیار کیا اور نہ اپنے ماننے والوں یا معتقدین کو یہ سبق دیا' بلکہ اپنے عمل سے ثابت کیا جائز حاجات کو پورا کرنے کا بہترین ذریعہ وہ ہے جو اپنے ہاتھوں سے حاصل کی جائے ابوالبشر حضرت آدمؑ زراعت میں مصروف رہ کر حلال معاش کا بندوبست خود فرماتے حضرت نوحؑ نے کشتی رانی میں مہارت حاصل کی حضرت ابراہیمؑ نے اپنے معاش کے بندوبست کیلئے کپڑے کے کاروبار کو اپنا ظاہری وسیلہ معاش چن لیا تھا۔ حضرت اسماعیلؑ تیر بنانے کے ماہر' تیر بیچ کر حلال کمائی سے مستفید ہوتے۔ سید الرسلﷺ جو انبیاء کے

سرداراوراس دنیا کا وجود بھی رب کائنات نے انہی کے دم خم سے قائم کی' اوران کا فاقہ مجبوری نہ تھی بلکہ خوداختیار کردہ تھی' بچپن میں جانور چراتے' عمر زیادہ ہوئی تو تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا' ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبری جو سچی پکی اوراسلام کی آمد سے پہلے دین حقہ کی متبع تھی' مالداراورصاحب ثروت بی بی تھی' حضورﷺ سے شادی کے بعد آپﷺ ان کے اموال سے تجارت کرتے۔

معاش بھی عبادت بھی: اسی غرض کیلئے شام' یمن' بحرین اور حبشہ کے تکلیف دہ اور صبر آزما اسفار اختیار کیئے امت کو بھی تلقین کی کہ **من طلب الدنیا حلالاً و تعففا عن المسئلة وسعیا علی عیاله و تعطفاً علی جاره لقی الله وجهه کا القمر لیلة البدر (بیهقی)** ترجمہ:''جو دنیا کو حلال طریقوں سے کما کر (اس سے) اپنی اولاد کی پرورش کرنا چاہے اوراپنے (لاچار) پڑوسیوں پر (بطور مدد) خرچ کرنا چاہے تو خدا سے روز قیامت اس طریقے سے ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا دمکتا رہے گا'' مدنیہ منورہ کے نزدیک مقام جُرف میں آپؐ نے باقاعدہ زراعت کا مشکل ترین کام خود اپنے ہاتھوں سے فرمایا یہ تمام مشاغل جو انبیاء کرام نے اختیار کیئے اگراس نیت سے کیئے جائیں کہ انبیاء کی سنت اور بالخصوص سرور کونینﷺ انہی پر کارفرما ہے تو یہی دینوی اور معاش کا ذریعہ بھی عبادت کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔اس پر انشاء اللہ کسی اور موقع پر عرض کروں گا کہ مومن کیلئے۔ارحم الراحمین نے جنت کا داخلہ اتنا آسان کردیا ہے کہ اسکا حلال دینوی کام بھی صحیح نیت کی وجہ سے دین بن جاتا ہے۔بدقسمتی مسلمانوں کی ہے کہ خوداس آسان اور بے جا سختیوں سے خالی دین کو اپنے لئے بارگران سمجھ لیا ہے۔

حصول رزق حلال بھی دین کا حصہ ہے: یہ بات حتمی ہے کہ رزق حلال کو حاصل کرنا بھی دین کے اورشرعی امور کی طرح دین ہی کا حصہ ہے۔یہ عقیدہ اگر ذہن میں مستحکم ہوجائے تو کوئی قسم کے وساوس مثلاً دنیا کو بالکل ترک کرنا نجات اخروی کیلئے ضروری شرط ہے' سے انسان محفوظ رہ سکتا ہے۔دینوی اسباب اختیار کرنا صرف انبیاء نے نہیں بلکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے انبیاء اور سید الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کرتے ہوئے اسلام کے اعلاء کیلئے کوششوں کے ساتھ دینوی زندگی گزارنے ،حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کیلئے مختلف پیشوں کا انتخاب کیا۔

صحابہ کرام اور تجارت: حضرت سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیقؓ کپڑے کے بہت بڑے تاجراور ''**التاجر الصدوق الأمین مع النبین والصدیقین والشهداء**'' کے مصداق تھے۔اسی تجارت کے طفیل جب بھی غزوات میں حضورﷺ صحابہؓ سے تعاون کی اپیل کرتے تو حضرت عمرؓ سمیت تمام اجل صحابہ پر اس عظیم دینی کارنامہ میں سبقت حاصل کرتے۔امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ تجارت میں کثرت سے مصروفیت کی وجہ سے احادیث نبوی کریمﷺ کے روایات کم نقل کرنے کے بارہ میں خود فرمارہے ہیں کہ حدیث رسولؐ مجھ سے اس وجہ سے مخفی رہے کہ میں کثرت سے امور تجارت میں مصروف رہتا۔حضرت عبدالرحمن بن عوف کا کاروبار مکہ اور پھر مدینہ ہجرت کے بعد بھی جاری رہا۔احادیث نبویؐ پر سختی سے عمل کرنے والے عبداللہ بن عمرؓ نے اونٹوں کے خرید وفروخت کو اپنے رزق حلال کا ظاہری

وسیلہ بنایا۔ یہ تو صرف چند صحابہ کا ذکر ہے، اکثر صحابہؓ اپنے گزر بسر کیلئے خود ہی ذریعہ معاش پر عمل کرنا جزو ایمان سمجھتے ،فقہاء امت، مجتہدین کرام اور محدثین عظام نے بھی مانگے تانگے پر اکتفاء کرکے زندگی گزارنے کی بجائے تجارت زراعت، صنعت وحرفت جیسے کاروباروں میں اپنے معاش کا بندوبست کیا۔ کسی کسب کو انہوں نے اپنے لئے باعث توہین نہ سمجھا کوئی تاجر تھا تو کوئی موچی، کسی نے اپنے لئے فن کپڑا فروشی اختیار کیا تو کسی نے درزی کا فن سیکھ لیا۔

ائمہ کرام اور پیشہ رزق حلال: سیدنا امام ابواعظم ابوحنیفہؒ کپڑے کے تاجر اور ذریعہ معاش میں ان کے احتیاط وتقویٰ کے واقعات آپ کو عرض کرتا رہتا ہوں اصح الکتب بعد کتاب اللہ تعالیٰ کے مؤلف اور مصنف امام بخاریؒ اپنے تصنیف بخاری شریف کے تدوین کے مصروف ترین مشاغل سے ہوتے ہوئے زندگی گزارنے کیلئے بزاز یعنی کپڑا فروش کی ڈیوٹی بھی ادا کرتے رہے۔ مؤرخین نے امام قدوری کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ برتنوں کے کاروبار کرتے تھے۔ یہ چند نام بطور ''مشت نمونہ بطور خبروار'' کے طور پر ذکر کردیئے ورنہ امت مسلمہ کی تاریخ ان ہیروں اور جواہرات سے بھری پڑی ہے کہ دین کی اشاعت امت مسلمہ کے بارہ میں ہمہ وقتی، فکر انگیزی، دن رات مسلمانوں کے صلاح وفلاح کیلئے زبانی، قلمی، جانی اور مالی اور ذہنی مصروفیات میں بھی اپنے اہل وعیال کے رزق حلال کے لئے دینوی اسباب اور ذرائع کے کسی نہ کسی شاخ سے منسلک رہے۔

ترک اسباب توکل نہیں: ان میں سے ہر ایک علم وتقویٰ کا پہاڑ، ذہانت ومتانت کا بیش بہا خزانہ، علوم شرعیہ کے کلیات وجزئیات کے عظیم دائرۃ المعارف اور بے شمار اوصاف کے حامل تھے جب انہوں نے خطبہ کے ابتداء میں حضورﷺ کے ارشاد مقدس کہ انسان زندگی میں جو کچھ کھاتا ہے اس میں سب سے بہتر وہ کھانا ہے جو اپنے ہاتھ سے کمائے۔ اور حضرت داؤد جیسے برگزیدہ پیغمبر بھی اپنے ہاتھوں سے زرہیں بنا کر بازار میں بیچنے کے بعد اس کی آمدنی سے کھاتے۔ حکومتی خزانہ سونے چاندی سے بھرا تھا مگر اس سے کچھ نہ لینے کو اپنا فرئم ورک اور مطمع نظر بنا دیا تھا تو ہمارے جیسے ایرے غیروں کیلئے کیسے جائز ہے کہ نہ اہلیت وصلاحیت بس توکل کا نام لیکر بنا کسی سبب اختیار کئے آسمان سے روزی آنے کا انتظار میں بیٹھ جائیں۔

زکوٰۃ حج اور صدقات: آپ کو معلوم ہے کہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت میں دنیاوی اعمال کی جانچ اور ان پر نتائج کا مرتب ہونا اخروی زندگی کی کامیابی کا دارومدار اس چند روزہ زندگی کے اعمال پر ہے۔ زیادہ تر حسنات ایسے ہیں کہ ان کیلئے دنیا کی زندگی میں وسائل کا جائز اختیار لازمی ہے۔ رزق حلال کیلئے سعی کرکے اور کھانا کھا کر ہی بدن میں قوت پیدا ہونے کے بعد اسلامی عمارت کے بنیادی ستون نماز کی ادائیگی پر قدرت حاصل ہوگی۔ حلال مال دولت کما کر زکوٰۃ جیسے اہم عبادت کی ادائیگی اور حاجت مندوں کی حاجت روائی ہوسکتی ہے۔ اعزہ اقارب پڑوسیوں اور فقراء ومساکین کے حوائج کو پورا کرنے کا جو حکم شریعت نے دیا ہے وہ بغیر محنت ومزدوری اور مال حاصل کرنے کے بغیر قطعاً ناممکن ہے۔ حج جیسے ارکان اسلام میں وہ عظمت اللہ نے عطا فرمایا اور اس کے حقوق وشروط کے ساتھ ادائیگی کرنے والے کو

رب العالمین تمام گناہوں سے پاک فرما دیتے ہیں مگر یہ عظیم فضیلت بغیر زاد و راحلہ اور ضروری اخراجات کے حاصل ہونا صرف ایک خواب ہی ہوسکتا ہے۔اسلام جس میں باربار رفاہ عامہ اور حقوق العباد کے پورا کرنے پر زور دیا گیا ہے، بیوی، اولاد، والدین، ملازمین حتی کہ بے زبان جانوروں کو بھی اپنے اپنے حق سے محروم کرنا قابل مواخذہ جرم ہے اس جرم سے بچنے کی ایک صورت کہ دنیا کے میسر اسباب سے مستفید ہوکر ان نیکیوں کو حاصل کیا جائے

مسلمانوں کا ہدف کیا ہونا چاہئے: دین حقہ کی سربلندی اور مسلمانوں پر اپنے حفاظت اور دفاع کیلئے جہاد فی سبیل اللہ کی ذمہ داری کا سلسلہ تا روز قیامت اللہ جل جلالہ نے جاری رکھنے کے حکم دیا ہے دشمن کا مقابلہ میں ہر ممکن قوت وطاقت آلات حرب جدید سے جدید تر حاصل کرنا، مہارت کا حصول مسلمانوں کا ہدف ہونا چاہیے۔یہ تب ہوگا کہ مسلمان ہر قسم جائز علمی و مادی اور روحانی کمالات سے مالا مال ہوں ان میں اگر کمی ہو کامیابی ناممکن ہے۔

حبِ مال کی مضرتیں: معزز حاضرین! خلاصہ یہ کہ تمام دینوی وسائل اور کاروبار زندگی قابل مذمت نہیں بلکہ وہ حیات قابل مذمت ہے جو بے مقصد ہو جیسے کئی بار عرض کرچکا ہوں کہ ہر فرد کی اپنی اپنی ضروریات ہوتی ہیں جن کے پورا کرنے کیلئے دنیا کے جائز ذرائع اور وسائل اختیار کرنے کی اجازت تو ہے مگر شرط یہ کہ حاجات کے آڑ میں تکبر فخر، نمائش دوسروں پر سبقت یعنی آگے بڑھنے کی نیت نہ ہو۔زندگی گزارنے کیلئے یہاں کے اسباب و وسائل اس قدر ضروری ہیں جیسے کشتی چلانے کیلئے نہر یا دریا کا پانی۔اگر پانی ہی موجود نہ ہو تو کشتی کا چلانا ناممکن ہے لیکن پانی کی اہمیت وضرورت اس وقت تک ہے جب پانی جہاز یا کشتی سے باہر ہو۔اگر کشتی میں سوراخ ہوکر پانی اندر داخل ہوجائے تو کشتی بھی غرق اور اس میں سواری بھی دریا و سمندر کے موجوں کے نذر ہوجائیں گے۔یہی حال مال و دولت کا ہے، حیات مستعار کا قلیل عرصہ گزارنے کیلئے حصول مال ضروری ہے مگر شرط یہ کہ اس کے ساتھ تعلق ظاہری دنیا تک رہے نہ کہ اس کا محبت دل میں سوراخ کرکے اندر داخل ہوجائے۔

صحابہ کرام اور مزاح و دل لگی: امت مسلمہ کے راہنمایاں ومقتدی صحابہؓ اسی دنیا میں رہ کر ہنسنے کے موقع پر ہنستے لیکن انکا ہنسنا میرے اور آپکے ہنسنے کی طرح نہ تھا کہ ایسے وقت میں دلوں پر غفلت کے پردے آخرت کو بھلا دیتے۔صحابہؓ کے ہنسنے کے بارہ میں حضرت قتادہؒ کا ارشاد ہے: **عن قتادۃ قال سئل إبن عمر هل كان أصحاب رسول الله ﷺ يضحكون قال نعم والايمان فى قلوبهم اعظم من الجبل وقال بلال بن سعد ادركتهم يشتدون بين الاغراض ويضحك بعضهم إلى بعض فإذا كان الليل كانوا رُهباناً** (رواہ فی شرح السنۃ)

ترجمہ: حضرت قتادہؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ کیا آنحضور ﷺ کے صحابہ کبھی ہنسا بھی کرتے تھے۔جناب ابن عمرؓ نے فرمایا ہاں (ہنستے وقت) ان کے دلوں میں پہاڑ سے بھی بڑا ایمان (قائم ودائم) رہتا۔اور حضرت بلال بن سعدؒ تابعی فرماتے ہیں: صحابہؓ کو اس حال میں پایا کہ وہ تیر کے نشانوں کے درمیان دوڑتے اور ایک دوسرے کے باتوں پر ہنسا بھی کرتے مگر جب رات ہوجاتی تو وہ اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے

ہوجاتے۔ اگر ہم اپنے گریبان میں جھانکیں تو حالت یہ ہے کہ معمولی سی دینوی خوشی کے وقت آپے سے باہر ہوکر شرافت وحیاء اور ایمان کے تمام حدود کو الوداع کہہ دیتے ہیں۔ یہ سمجھ جاتے ہیں کہ شاید اس دنیا میں آنے کا غرض ہی یہی فضولیات اور لہو ولعب میں دنیا کے قیمتی اوقات کو ضائع کرنا ہے۔ ان مواقع پر ہم اپنے لئے کسی دینی فریضہ اور شرط کو اپنی ذمہ داری ہی نہیں سمجھتے۔ یہاں اکثر احادیث پڑھنے والے طلبہ بھی بیٹھے ہوئے ہیں ان کو معلوم ہے کہ جب مذاق ومزاح کا موقعہ آیا تو سید المرسلین نے خوش طبعی کا بھی ایسے شرعی حدود وقیود کے دائرہ میں اظہار فرمایا جو رہتی دنیا کے مسلمانوں کیلئے سبق آموز اسوہ اور نمونہ ہے۔

<u>بوڑھی عورت جنت میں نہ جائے گی:</u> ایک بڑھیا نے حضورﷺ کے دربار میں آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہﷺ میرے لئے جنت کی دُعا فرمایئے روایت ہے: **وعن أنسؓ عن النبی ﷺ قال لامرأة عجوز انه لا تدخل الجنة عجوزاً قالت ومالهن و کانت تقرأ القرآن فقال لها ماتقرئين القرآن إنا أنشأنهن أنشاء فجعلنا هن ابكاراً (رواه رزين)** ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتﷺ بڑھیا کے اس استدعا کے جواب میں فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی، وہ بوڑھی عورت قرآن پڑھی ہوئی تھی آپ نے فرمایا کہ تم نے قرآن میں یہ نہیں پڑھا کہ (اللہ نے فرمایا ہے) ہم جنت کی عورتوں کو پیدا کریں گے جیسا (جنت کے مناسب) پیدا کیا جاتا ہے پس یہ سب عورتیں کنواری بنادیں گے۔

یہ ایک عجیب حقیقت پر مبنی مذاق اور مزاح تھا کہ پہلے تو وہ بوڑھی نہ سمجھ سکی، فوراً پوچھا کیا وجہ ہے کہ بوڑھی عورتوں کا داخلہ ممنوع ہے وہ رونے لگی مگر جب حضورﷺ نے قرآنی آیت کا مطلب کہ دنیا کی بوڑھی عورتیں اس بڑھاپے کی حالت میں جنت میں داخل نہ ہوں گی بلکہ اور انہی بڑھیا عورتوں کو جوانی کی اعلیٰ ترین شکل وجسم دیکر داخل فرمائیں گے، خوشی سے پھر پھولے نہ سماسکی۔ آنحضرتﷺ کا مزاح نہ کبھی جھوٹ پر مبنی ہوتا نہ کسی دوسرے انسان کی توہین وتحقیر پر۔ ہم بھی ایک دوسرے کیساتھ مذاق کرتے رہتے ہیں، شریعت کی حد تو دور کی بات ہے انسان کو انسانیت کے مقام سے گھرا کر دنیا میں سے اسفل السافلین پہنچانے کے تمام گر استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

<u>دنیا کی حقیقت:</u> تو محترم بھائیو! بات بہت دور نکل گئی، اگر کوئی سمجھے کہ مذہب دنیا کو چھوڑنے کا نام ہے بالکل غلط تصور بلکہ اسلام کا غرض یہ ہے کہ دنیا کے ساتھ راستے پر سفر کرنے والے ایک راہ گزر کا رشتہ وتعلق جو بعض سرائے اور ہوٹل سے ہوتا ہے وہی معاملہ دنیا سے بھی کرنا ہے، ناسمجھ اور ضدی بچہ کی طرح یہ ضد کرنا کہ میرے لئے ادھر ایک محل اور سکونت بنانا ہے اس جہالت پر مبنی عقیدہ کے باطل اور لغو ہونے کیلئے رب کائنات نے دنیا کی حقیت بیان فرمادی۔ کہ نیک بخت یہ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں بلکہ لہو ولعب ہے اس کیساتھ دوسرے جملہ میں دائمی اور مستقل رہنے والی زندگی کی حقیقت بھی بیان فرمائی۔ اب یہ حضرت انسان پر منحصر ہے کہ فانی زندگی کو ترجیح دیتا ہے یا دائمی کو۔ رب کائنات مجھے اور آپ سب کو ایسی زندگی حاصل کرنے کی توفیق دے جو دائمی اور جنت کے اعلیٰ ترین ثمرات پر منتج ہو۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی
سابق وائس چانسلر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی

عہد حاضر اور شریعت اسلامی

علم کلام: عقیدہ وایمانیات کی علمی تشریح وتدوین

وفاقی شرعی عدالت کے سابق جج اور انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد کے سابق چانسلر اور معروف اسکالر اسلامی ڈاکٹر محمود احمد غازی کی نئی زیر طبع کتاب 'عہدِ حاضر اور شریعتِ اسلامی'' کا ایک باب قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ دراصل انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز۔ اسلام آباد نے گزشتہ برس ڈاکٹر محمود احمد غازی کے خطبات ''محاضرات شریعت'' کے عنوان سے اپنے ہاں منعقد کرائے تھے۔ انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز نے ماہنامہ ''الحق'' کے لئے یہ اہم مقالہ خصوصیت کے ساتھ بھیجا ہے۔ ادارہ ''الحق'' انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز کے اس علمی تعاون کیلئے اس کا شکرگزار ہے۔ قارئین کے علمی ذوق اور معلومات کیلئے اہمیت کے ساتھ اسے دو قسطوں میں شائع کیا جارہا ہے۔ (مدیر)

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم۔ برادران وخواہرانِ گرامی! آج کی گفتگو کا عنوان، جیسا کہ آپ نے ساعت فرمایا، ''علم کلام: عقیدہ وایمانیات کی علمی تشریح وتدوین'' ہے۔ اس موضوع، یعنی عقیدہ و ایمانیات، پر ایک گفتگو اس سے قبل پیش کی جاچکی ہے، جس کے بارے میں عرض کیا گیا تھا کہ وہ نظام شریعت کی اولین اور سب سے پہلی اساس ہے۔ عقیدہ اور ایمانیات میں جو مضامین شامل ہیں وہ اس عمارت کے لئے بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں جس کو شریعت کہا جاتا ہے۔ یہ بنیاد جس کی اساسات قرآن پاک میں موجود ہیں، جس کی وضاحت وتشریح احادیث نبویؐ میں کی گئی ہے اور جس پر صحابہ کرامؓ کے زمانے سے اہل علم اور اہل دانش غور کرتے چلے آرہے ہیں، اسلام کے پورے نظام میں بنیاد اور شریعت کے جسم میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس بنیاد سے متعلقہ مسائل کو جب علمی اعتبار سے مرتب کیا گیا اور فنی اعتبار سے مرتب دلائل کے ساتھ ان امور کو پیش کیا گیا تو اس کاوش نے علم کلام کا نام اختیار کیا۔ جلد ہی اس علم کو اسلامی علوم وفنون میں ایک بنیادی مقام اور اہم حیثیت حاصل ہوئی۔

قبل ازیں یہ بات میں نے عرض کی تھی کہ جس کو ہم اسلامی اصطلاح میں عقیدہ کہتے ہیں وہ dogma سے مختلف چیز ہے۔ عقیدہ کو dogma قرار دینا یا کوئی ایسا مفروضہ سمجھنا کہ جسکی بنیاد کسی عقلی استدلال پر نہ ہو، درست نہیں ہے۔

ڈوگما سے مراد تو محض وہ چیز ہے کہ جس کو کسی عقلی بنیاد کے بغیر محض اصول موضوعہ کے طور پر مان لیا جائے اور جس میں ایک تحکمانہ انداز شامل ہو، اور جیسا کہ بعض مغربی ماہرین نے لکھا ہے، جسکو ایک arbitrary اور ایک derogative انداز میں (یہ دونوں اسکے بنیادی عناصر ہیں) لوگوں سے منوایا جائے۔ عقیدہ ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ لیکن چونکہ دنیا کے مختلف مذاہب میں اپنے مذہبی عقائد کی علمی تعبیر و تشریح کی روایت موجود ہے اسلئے مختلف مذاہب میں کلام سے ملتے جلتے علوم مختلف ناموں سے موجود ہیں اور جب اسلامی علم کلام کی بات آتی ہے تو دوسرے مذاہب کی مماثل اصطلاحات بلا تامل استعمال کر لی جاتی ہیں۔ چنانچہ dogma یا scholasticism یا theology یا اس طرح کی دوسری اصطلاحات کثرت سے علمِ کلام کے سیاق وسباق میں استعمال ہوتی ہیں۔ یہ اصطلاحات جزوی طور پر تو علم کلام کے مندرجات اور خصائص کی ترجمان ہوسکتی ہیں، لیکن ان اصطلاحات کو مکمل طور پر علم کلام کا مترادف قرار دینا مشکل ہے

علمِ کلام اسلامی فکر کا ایک انتہائی بنیادی اور اہم مضمون ہے۔ جس چیز کو ہم فکر اسلامی کی اصطلاح سے تعبیر کرتے ہیں اس میں خالص مذہبی فکر بھی شامل ہے، اس میں مسلمانوں کا فلسفیانہ فکر بھی شامل ہے، فکر اجتماعی بھی شامل ہے اور فکر سیاسی بھی شامل ہے۔ لیکن جن حضرات نے فکر اسلامی کی تاریخ لکھی ہے یا اس پر غور وفکر کیا ہے ان میں سے بعض بالغ نظر حضرات کا کہنا ہے کہ فکر اسلامی کے سب سے نمایاں اور سب سے قابل ذکر پہلو دو ہیں: ایک مسلمانوں کا اصول فقہ اور دوسرا علمِ کلام۔ ان دونوں میدانوں میں مسلمانوں کی منہاجیات کا اور اس منہاجیات کی اصالت یعنی originality کا سب سے زیادہ اظہار ہوتا ہے۔ اسلامی فکر میں کیا کیا جدتیں ہیں؟ اسلامی فکر نے انسانیت کو کیا عمومی فکر دی؟ اس کا سب سے زیادہ پختہ اور بہترین نمونہ اور مکمل نمونہ ہمیں اصول فقہ میں ملتا ہے، یا پھر علم کلام میں۔ یہی وجہ ہے کہ علم کلام اور اصول فقہ ان دونوں میں کئی مضامین مشترک ہیں۔ نہ صرف مضامین کا اشتراک ہے بلکہ بہت سے ایسے حضرات جنہوں نے علم کلام میں اپنی ترکتازیوں کو دنیا کے علمی حلقوں میں منوایا ہے، وہی حضرات ہیں جنہوں نے اصول فقہ میں بھی بڑا نمایاں کام کیا ہے۔ اسی طرح سے اصولِ فقہ کے جید ترین علماء وہ ہیں جو علم کلام کے بھی جید ترین علماء ہیں۔ ان اسباب کی بناء پر ان دونوں میں بعض مشترک مضامین اور سوالات بھی پیدا ہوئے۔

آج مغربی دنیا meta-jurisprudence کے نام سے مانوس ہے، جس سے مراد وہ مابعد الطبعی سوالات ہیں جن کی بنیاد پر اصول قانون کے مسائل مرتب ہوتے ہیں۔ اگر meta-jurisprudence کے نام سے کوئی علم وجود رکھتا ہے اور واقعتاً jurisprudence کی کوئی مابعد الطبعی اساس ہے تو پھر meta-jurisprudence کی تاسیس کا شرف متکلمین اسلام کو حاصل ہے۔ متکلمین اسلام نے وہ سوالات اٹھائے جو آگے چل کر علم کلام اور اصول فقہ دونوں کی بنیاد بنے۔ ان سوالات میں سب سے بنیادی سوال یہ تھا کہ کسی چیز کے اچھا یا برا ہونے کا آخری معیار کیا ہے؟ کسی چیز کو اچھا کس بنیاد پر قرار دیا جائے اور برا کس بنیاد پر قرار دیا جائے؟ بالفاظ دیگر حسن وقبح کا حتمی معیار اور آخری کسوٹی کیا

ہے؟ حسن و قبح عقلی ہیں یا شرعی؟ یہ خلاصہ ہے اس سوال کا جو متکلمین اسلام نے بھی اُٹھایا اور تقریباً تمام قابل ذکر علماء صول نے بھی اٹھایا۔ یہ ایک فلسفیانہ سوال بھی ہے، یہ ایک متکلمانہ سوال بھی ہے اور یہ اصول قانون اور اصول فقہ کا سوال بھی ہے۔ اس سوال کے جواب میں جو بحثیں علماء اصول مثلاً امام رازی، امام غزالی، علامہ آمدی، امام الحرمین اور ان کے درجہ کے دوسرے اکابر اصول وکلام نے کی ہیں وہ اسلامی فکر کا ایک نہایت نمایاں اور درخشاں باب ہے۔

جس طرح علم کلام بیک وقت علوم نقلیہ اور علوم عقلیہ کے خصائص کا جامع ہے اسی طرح علم اصول فقہ بھی علوم عقلیہ اور علوم نقلیہ دونوں کے خصائص کا جامع ہے۔ اصول فقہ کا کوئی طالب علم یہ نہیں کہہ سکتا کہ اصول فقہ کے کوئی مسائل یا احکام ایسے بھی ہیں جو اسلام کی منصوص تعلیمات سے مکمل طور پر ہم آہنگ اور ان سے ماخوذ نہیں ہیں۔ اسی طرح جس جس دور میں اصول فقہ کی جو کتاب مرتب ہوئی، خاص طور پر نمائندہ کتابیں، اس زمانے کا کوئی بڑے سے بڑا ماہر عقلیات یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ رائج الوقت معیار عقلیات کی رو سے اصول فقہ کا فلاں نقطہ نظر عقلیات کے ماہرین کے لیے قابل قبول نہیں ہے۔ امام غزالی کی **المستصفیٰ** ہو یا امام رازی کی **المحصول**، یا پھر دیگر جید اکابر علماء اصول کی کتابیں ہوں، ان سب کتابوں میں یہ دونوں امتیازی اوصاف اور ان دونوں میدانوں کے تقاضے بدرجہ اتم موجود ہیں۔

یہی بات جو اصول فقہ کے بارے میں بھی کہی جاسکتی ہے وہ علم کلام کے بارے میں بھی کہی جاسکتی ہے کہ جہاں علم کلام ایک خالص منقول علم ہے، اس اعتبار سے کہ قرآن پاک اور سنت رسول ﷺ کی منقولات پر مبنی ہے، وہاں وہ ایک خالص عقلی علم بھی ہے کہ متکلمین اسلام نے عقلی استدلال کی بنیاد اور رائج الوقت معیارات کے لحاظ سے جو اعلیٰ ترین عقلی معیارات تھے اُن کی بنیاد پر اس علم کو مرتب کیا اور ان دونوں کے تقاضوں کو نبھانے کی کوشش کی۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ مغربی فضلاء میں بہت سے حضرات نے اصول فقہ اور علم کلام کے اس امتیازی وصف کا زیادہ نوٹس نہیں لیا۔ اس پہلو سے علم کلام کا جائزہ چند ہی مغربی اہل علم نے لیا ہے اور جنہوں نے غیر جانبداری سے اس وصف کا نوٹس لیا ہے انہوں نے بہت سنجیدگی سے اور پوری ذمہ داری سے یہ بات تسلیم کی ہے جو میں نے عرض کی ہے۔ تاہم دنیائے استشراق میں ایسے افراد کی بھی کمی نہیں جنہوں نے اس اہم بات کو نظر انداز کر دیا اور علم کلام کو ایک **deffensive apologetics** یا **defence apologia** کے نام سے یاد کیا۔ ایک اور مغربی فاضل نے علم کلام کو **discursive and reasoned apologia** کے نام سے یاد کیا۔ **Apology** کا لفظ ان میں سے بہت سے حضرات میں مشترک ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اگر متکلمین اسلام کی شروع کی تحریریں دیکھی جائیں، خالص متکلمین کی، تو ان میں ذرہ برابر معذرت خواہی کا یا دفاعی انداز کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا۔ دفاعی انداز ابن سینا، فارابی، ابن رشد اور چند دیگر فلاسفہ میں تو کسی حد تک شاید پایا جاتا ہو، لیکن خالص متکلمین کے ہاں، جن کا آغاز امام ابوحنیفہؒ سے کیا جاسکتا ہے، یہ مدافعانہ انداز نہیں پایا جاتا۔ مدافعانہ انداز کا علم کلام بیسویں صدی کے اوائل اور انیسویں صدی کے اواخر میں سامنے آیا، جس پر گفتگو کے آخر

میں چند ضروری اشارات پیش کروں گا۔۔۔۔ انسانی فطرت کا ایک جبلی داعیہ ہے کہ وہ حقائق کائنات کے بارے میں عقلی تفکیر سے کام لیتی ہے۔ ہر انسان اپنی عقلی سطح اور صلاحیت کے مطابق اپنے نقطۂ نظر کی عقلی توجیہ پیش کرتا ہے۔ یہ عقلی توجیہ تمام علوم اجتماعی اور علوم انسانی کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ دنیا کی تاریخ میں ہر ذی عقل انسان نے محسوس سے لامحسوس کا، ظاہر سے خفی کا اور موجود سے غیر موجود کا پتا چلانے کی کوشش کی ہے۔ یہاں تک کہ قبل از اسلام کے عرب بدو بھی ایک سادہ انداز میں اور ایک خالص ابتدائی نوعیت کے اسلوب سے یہ کام کرتے تھے۔ ایک عربی ضرب المثل ہے "البعرۃ تدل علی البعیر" یعنی اونٹ کی مینگنی پڑی ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں سے اونٹ گزرا ہے۔ اب یہ موجود سے غیر موجود کا پتا لگانے کی بہت ابتدائی سی مثال ہے۔

اسی طرح سے مذاہب اور مذہبی عقائد پر اعتراضات اور اشکالات کی مثالیں بھی قدیم سے چلی آرہی ہیں۔ اخلاقی اصولوں پر ایرادات بھی اتنے ہی قدیم ہیں جتنے اخلاقی اصول قدیم ہیں۔ جس طرح مذاہب، اخلاقیات اور عقائد کا نظام قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے اسی طرح ان پر اشکالات اور اعتراضات کا سلسلہ بھی زمانہ قدیم سے جاری ہے۔ قدیم سے قدیم اقوام میں اور ابتدا ہی سے ابتدائی تہذیبوں میں بھی فلسفیانہ سوالات اور عقلی مباحث کا سراغ ملتا ہے۔ حتی کہ انتہائی primitive تہذیبوں کے بارہ میں بھی اب جو چیزیں شائع ہوئی ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس طرح کے سوالات نہ صرف قدیم سے قدیم انسانی معاشروں میں موجود تھے، بلکہ ان سے اعتناء کرنے والے بھی موجود تھے۔ لہٰذا یہ بات قابل حیرت نہیں ہونی چاہیے کہ اگر مسلمانوں نے پہلے دن سے اسلام کے عقائد کی عقلی تعبیر کرنے کی کوشش کی اور اسلام کے عقائد کو ایک ایسے اسلوب میں پیش کرنا چاہا جو عقلیت زدہ یا عقلیت سے متاثر انسانوں کے لیے قابل قبول ہو۔۔۔۔ علم کلام ایک خالص اسلامی علم ہے، اس اعتبار سے کہ اس کی اساس قرآن پاک اور سنت رسولؐ ہے۔ یہ بات انتہائی اہم ہے کہ جس دور اور جس علاقے میں کلامی مسائل سب سے پہلے سامنے آئے وہ دور، وہ زمانہ اور وہ علاقہ ایسا تھا جو اس وقت تک دوسری تہذیبوں کے زیر اثر نہیں تھا۔ خالص مکہ مکرمہ کے ماحول میں، مدینہ منورہ کے ماحول میں، کوفہ کے ماحول میں جو خالص اسلامی بستیاں تھیں اس طرح کے عقلی مسائل اور سوالات اٹھائے گئے اور ان کے جوابات دیے گئے۔ یہ بات کہ یونانی، مزدکی اور عیسائی مفکرین کی تحریریں مسلمان مفکرین کو دستیاب تھیں، جن کے زیر اثر علمِ کلام کا آغاز ہوا، تاریخی اعتبار سے بہت کمزور اور بے بنیاد بات ہے۔ بلاشبہ مسیحی مفکرین کی تحریریں عربی میں ترجمہ ہوئیں، یہ ایک تاریخی واقعہ ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور ان تحریروں کے اثرات بھی بعد کے متکلمین پر محسوس ہوتے ہیں۔ لیکن یہ بھی امر واقعہ ہے کہ علم کلام کی تاریخ کا ایک طویل عرصہ ایسا گزرا ہے جب متکلمین اسلام ان تمام اثرات سے آزاد تھے اور یہ تحریریں متکلمین اسلام کے سامنے نہیں تھیں۔

جس زمانے میں امام ابوحنیفہ یا ان کے تلامذہ کتاب الفقہ الاکبر لکھ رہے تھے اس زمانے میں کوفہ میں شاید کوئی

یونانیوں کا نام بھی نہ جانتا ہو۔اس حقیقت سے کوئی مغربی فاضل بھی اختلاف نہیں کرسکتا کہ جس زمانہ میں کتاب الفقہ الاکبر لکھی جارہی تھی اس زمانہ میں امام ابوحنیفہؒ کے سامنے یونانیوں کی کتابیں نہیں تھیں، امام ابوحنیفہؒ اور ان کے تلامذہ عیسائی پادریوں کے مذہبی مباحث سے واقف نہیں تھے، ان کو مزدکیوں کے خیالات اور تصورات سے آگاہی نہیں تھی، لیکن وہ کلامی نوعیت کے سوالات اٹھا رہے تھے اور اس کے جوابات مرتب کرر ہے تھے۔اس سے بھی آگے بڑھ کر وہ مسائل جو علم کلام کے ابتدائی دور میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں، جن سے علم کلام کا خمیر اُٹھا، وہ خود حضرات صحابہ کرامؓ کے درمیان زیر بحث آئے۔جیسا کہ سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ اور خوارج کے مابین مباحثہ سے اندازہ ہوتا ہے، جب حضرت علیؓ کے ارشاد پر سیدنا عبداللہ بن عباسؓ خوارج سے گفتگو کرنے کے لیے جاتے ہیں تو خوارج سے گفتگو میں وہ مسائل زیر بحث آتے ہیں جو بعد میں علم کلام کے اساسی مباحث بنے۔ظاہر ہے نہ خوارج یونانیوں کے تصورات سے واقف تھے نہ حضرت عبداللہ ابن عباس کو یونانیوں کی تحریروں سے آگاہی حاصل تھی۔

اسی طرح سے جن محدثین نے کلامی مسائل اٹھائے ان محدثین کی رسائی یونانی یا دوسرے علوم وفنون تک ہرگز نہیں تھی۔امام احمد بن حنبلؒ جب خلق قرآن پر اپنا مؤقف مرتب فرما رہے تھے تو ان کے روبرو یونانی تصوّرات ہرگز نہیں تھے۔ان چند مثالوں سے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ علم کلام کا اصل خمیر اور ابتدائی آغاز قرآن پاک اور متعلقہ احادیث نبوی کی بنیادوں پر شروع ہوا۔قرآن پاک کی کم وبیش چھ ہزار چھ سو آیات ہیں۔ان میں سے چند سو آیات آیاتِ احکام کہلاتی ہیں، جن کا اندازہ مفسرین نے تین سو سے چار یا پانچ سو لگایا ہے۔تین سو سے کچھ کم آیات براہ راست آیات احکام ہیں اور اتنی ہی تعداد میں آیات بالواسطہ احکام سے متعلق کہی جاسکتی ہیں۔یہ وہ آیات ہیں جو فقہی معاملات: نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، نکاح وطلاق وغیرہ کے معاملات سے بحث کرتی ہیں۔بقیہ چھ ہزار سے زائد آیات بالواسطہ یا بلاواسطہ عقائد اور اخلاق سے بحث کرتی ہیں۔اس لیے عقائد سے متعلق قرآن پاک کی آیات کی تعداد آیاتِ احکام سے بہت زیادہ ہے۔۔۔قرآن پاک نے جو عقائد بیان کیے ہیں ان میں استدلال بھی ہے، حقائق اور عقائد کا بیان بھی ہے اور منکرین کے شبہات کا جواب بھی ہے؛ معاندین کے اعتراضات کا جواب بھی دیا گیا ہے، اور مکالمہ اور مجادلہ کے انداز کی گفتگو بھی ہے۔قرآن پاک کے اسلوب کا - خاص طور پر آیاتِ عقائد کے باب میں - جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن مجید نے استقراء کا اسلوب زیادہ اپنایا ہے۔واقعات کی جزوی مثالیں دے کر قرآن مجید ایک بڑے کلیے کی نشان دہی کرتا ہے، جس تک قرآن پاک کا قاری خود بخود پہنچ جاتا ہے۔قرآن پاک میں خطابی دلائل بھی ہیں اور قیاس سے بھی کام لیا گیا ہے۔قرآن پاک میں اخلاقی دلائل بھی دیے گئے ہیں۔نبی علیہ السلام کے کردار مبارک، رحمت خداوندی، کفار اور مشرکین کا انجام اور نیکوکاروں کی نیک نامی کو اپنے بیانات کی تائید میں پیش کیا گیا ہے۔

یہی انداز احادیثِ عقائد کا ہے۔احادیث کے بڑے بڑے مجموعے، چاہے وہ تابعین کے زمانے کے نسبتاً چھوٹے

مجموعے ہوں، تبع تابعین کے دور کے نسبتاً بڑے مجموعے ہوں، یا بعد کے ادوار کے مبسوط اور جامع مجموعے ہوں، ان سب میں عقائد سے متعلق احادیث موجود ہیں، اور وہ سارے مباحث جو بعد میں متکلمین کے ہاں گفتگو میں زیر بحث آئے، وہ ان احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔ جس طرح سے قرآن پاک نے یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے سوالوں کے جواب دیے ہیں، اعتراضات کو دُور کرنے کی کوشش کی ہے اور ان ایرادات کا تذکرہ کرکے ان کو صاف کیا ہے، اسی طرح احادیث میں بھی یہ مضامین موجود ہیں۔۔۔۔ یہ بات سیرت نگاروں نے بھی لکھی ہے، مفسرین نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے، محدثین کے ہاں بھی یہ روایات موجود ہیں کہ مشرکین اور یہودیوں میں ہجرت سے بہت پہلے سے مسلمانوں کے خلاف تعاون اور مشاورت کا سلسلہ قائم تھا۔ مشرکین مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجادلہ، یعنی ایک مذہبی مباحثہ، کرنے کے لیے یہودیوں سے مشورہ کیا کرتے تھے اور یہودی وقتاً فوقتاً مشرکین مکہ کو ایسے سوالات بھیجتے رہتے تھے جو ان کے خیال میں رسول اللہ ﷺ کے دعویٰ کی صداقت کو جانچنے کے لئے آپ ؐ سے کیے جانے چاہئیں تھے۔ سورہ کہف میں ذکر کیے گئے سوالات اس مشاورت و تعاون کی ایک اہم مثال کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس سے واضح طور پر یہ اندازہ ہوجاتا ہے کہ کلامی بحث مباحثہ اور مذہبی معاملات میں مجادلہ مکی دور سے جاری ہے۔ اس مجادلہ میں یہودیوں نے بھی حصہ لیا، مشرکین نے بھی حصہ لیا اور خود صحابہ کرامؓ میں سے بعض ایسے حضرات بھی اس میں شریک رہے جنہوں نے اپنے بین الاقوامی سفروں کے دوران مختلف تہذیبوں سے اپنی واقفیت کی وجہ سے بعض سوالات رسول اللہ ﷺ سے پوچھے اور آپ ؐ نے ان سوالات کے تشفی بخش جوابات ارشاد فرمائے۔۔ یہ وہ ذخیرہ یا وہ خام مال تھا کہ جس پر علم کلام کی اساس رکھی گئی۔ جب علم کلام کو فنی اعتبار سے ایک الگ فن کے طور پر مرتب کیا جارہا تھا تو سب سے پہلا سوال جو پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ عقل اور نقل میں تعارض ہے یا تطابق؟ عقل اور نقل میں تعارض کا مسئلہ دنیا کے ہر مذہب کو پیش آیا ہے۔ کچھ مذاہب تو اس سوال کا کوئی جواب نہیں دے پائے اور انہوں نے بہت جلد ہتھیار ڈال دیے، اور یکسو ہوکر یا تو عقل کو بنیاد بنایا یا پھر نقل کو۔ کچھ مذاہب نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی لیکن اس جواب کو علمی انداز میں مرتب نہیں کیا۔ اس کے قواعد پر غور نہیں کیا اور اس تطابق کے اصول اور ضوابط مرتب نہیں کیے۔ اسکے برعکس اسلامی تاریخ میں متکلمینِ اسلام اور علمائے اصول نے جو بہت سی صورتوں میں ایک ہی شخصیت کے دو القاب تھے، ایک ہی شخصیت کے مختلف پہلو تھے، اس مطابقت کے اصول و ضوابط بھی مرتب کیے اور قواعد بھی، اور بالآخر وہ اتفاق رائے سے اس نتیجے پر پہنچ گئے کہ منقول صحیح اور معقول صریح کے درمیان کوئی تعارض نہیں۔ یعنی وہ چیز جو یقینی طور پر رسول پاک ﷺ کی ذات گرامی سے ثابت ہے، مثلاً قرآن پاک ہے، تو وہ قطعی طور پر ثابت ہے۔ احادیث صحیحہ بھی اگر صحیح طور پر ثابت ہیں تو ان میں اور وہ چیز جو صراحتاً عقل کا تقاضا ہے ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔۔۔ ائمہ اسلام نے معقول کیساتھ صریح کی شرط ضرور لگائی ہے۔ اسلئے کہ عقلیات کے نام پر بہت سی کمزور اور ناپختہ باتیں بھی ہر دور میں کہی جاتی رہی ہیں۔ ہر دور کے عقلیین کا یہ اسلوب رہا ہے کہ کسی خاص وقت میں انکے ذہن میں جو سوالات یا خیالات پیدا ہوں انکو وہ عقل کا حتمی

اور قطعی تقاضا سمجھنے لگتے ہیں اور اس رطب و یابس کے ملغوبہ کو حتمی اور قطعی حقائق مان کر انکی بنیاد پر دینی مسائل و حقائق کے بارہ میں سوالات اٹھاتے ہیں۔ وقت کیساتھ ساتھ یہ ثابت ہوتا جاتا ہے کہ وہ چیزیں جن کو عقل کا حتمی اور قطعی معیار سمجھا گیا تھا وہ محض ایک رائے تھی جس کی بنیاد خالص قطعی دلائل پر نہیں تھی۔ ایسے سینکڑوں نہیں ہزاروں خیالات ہیں جو ماضی میں قطعیت کے ساتھ پیش کیے گئے اور ان کی بنیاد پر مذہبی عقائد کی تعبیر نو کی دعوت دی گئی، لیکن وقت نے بتایا کہ یہ خیالات محض افکار و آراء تھے، ان کی بنیاد حقائق پر نہیں تھی۔ اسلئے متکلمین اسلام نے پہلے دن سے صریح کی شرط لگائی ہے کہ جس حقیقت کے بارہ میں صراحت کیساتھ ثابت ہو جائے کہ یہ عقل کا لازمی اور قطعی تقاضا ہے اس میں اور صحیح المنقول میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ یہ بات امام طحاوی نے بھی لکھی ہے جو صدر اسلام کے مستند ترین متکلمین اور فقہائے اسلام میں سے ہیں۔ بعد کے تقریباً ہر دور میں، خواہ وہ ابن رشد جیسے فلسفی، متکلم اور فقیہ ہوں یا علامہ ابن تیمیہؒ جیسے امام الائمہ اور اپنے دور کے مجدد وقت ہوں، سب نے اس بات کو مختلف انداز سے واضح اور منقح کیا ہے کہ عقل اور نقل میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ امام ابن تیمیہؒ نے تو "درء تعارض العقل والنقل" کے نام سے اس موضوع پر ایک بھرپور اور ضخیم کتاب بھی لکھی ہے۔ ابن رشد کا رسالہ "فصل المقال فی مابین الحکمة والشریعة من الاتصال" اگرچہ مختصر ہے لیکن اس بارے میں بڑی شہرت رکھتا ہے اور اپنے زمانہ میں فلسفہ اور شریعت کے درمیان توازن اور توافق کا سب سے نمایاں اور قابل ذکر نمونہ کہلاتا تھا۔ فلسفہ یعنی عقلیات اور شریعت میں جو متفق علیہ معاملات ہیں وہ کیا ہیں؟ خود ہمارے دور میں برصغیر میں بیسویں صدی میں متعدد اہل علم نے اس سوال کو قوم کے سامنے رکھا اور عقل و نقل کے درمیان تطبیق اور توافق کے اصول کو بیان کیا۔ یہ بات غالباً دہرانے کی ضرورت نہیں۔ قرآن پاک کا ہر طالبعلم جانتا ہے۔ کہ قرآن مجید نے بے شمار مقامات پر، خالص مذہبی معاملات اور عقائد پر بات کرتے ہوئے بھی، انسانی عقل اور مشاہدے کو اپیل کیا ہے۔ فکر، تدبر، تعقل یہ الفاظ قرآن پاک میں اتنی کثرت سے بیان ہوئے ہیں اور اتنی کثرت سے ان کا حوالہ دیا گیا ہے کہ اب یہ ایک بہت پیش پا افتادہ بات کی حیثیت رکھتی ہے۔۔ جب یہ سوالات اٹھنے اور انکے علمی جوابات مرتب ہونے شروع ہوئے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ صحابہؓ اور تابعین ہی کے سامنے یہ سوالات آنے لگے تھے۔ تو ایک رجحان یہ پیدا ہوا کہ ایسے مجرد عقلی سوالات بھی اٹھائے جائیں جن کی کوئی عملی افادیت نہ ہو۔ یہ رجحان اسلام کی روح اور مسلمانوں کے مزاج کے خلاف سمجھا گیا۔ اس لئے کہ خالص عقلی اور غیر عملی سوالات اٹھانا اسلام کے مزاج سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ اگر کوئی سوال واقعتاً کسی کے ذہن میں پیدا ہوتا ہے اور اس کا جواب نہیں دیا جاتا تو اس بات کا خطرہ ہے کہ اسکے دل میں اسلام کے عقائد اور تعلیم کے بارہ میں کوئی بدگمانی یا وسوسہ جنم لے گا جو بعد میں جا کر پختہ ہو جائے گا۔ چنانچہ حقیقی اور واقعی پیدا ہونے والے اعتراضات اور سوالات کے جوابات دینا تو صحابہؓ اور تابعین نے اپنی ذمہ داری سمجھا۔ لیکن اگر سوال برائے سوال اٹھایا گیا ہو یا شبہ برائے شبہ پیدا کیا گیا ہو تو صحابہ کرامؓ نے اس طرح کے شبہات کا جواب دینا پسند نہیں کیا۔ (جاری ہے)

پروفیسر ڈاکٹر نثار محمدؒ چیئرمین
ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج پشاور

خبیث اور حرام اشیاء کی حرمت

(اسلام کا فلسفہ حلال وحرام طب جدید کے تناظر میں)

اسلام میں حلال اور حرام ماکولات کا تصور:

اللہ تعالیٰ انسان کا خالق ہے اور وہ انسان کی فطرت اور اس کی جسمانی ضروریات سے بھی بخوبی واقف ہے اسی بناء پر جن چیزوں کا استعمال انسانی صحت کے لئے مضر ہے ان کو حرام قرار دیا گیا۔ اور جن اشیاء کا کھانا انسانی صحت کے مضر نہیں ان کے استعمال کی کھلم کھلا اجازت دیدی حلال اور حرام کے بارے میں قرآن کریم نے ایک بنیادی اصول وضع کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (1)

ترجمہ: وہ ان کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور برے کوموں سے روکتا ہے اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا (2)

ترجمہ: ان چیزوں میں سے کھاؤ جو زمین میں حلال اور پاکیزہ ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ (3)

ترجمہ: ہم نے جو ستھری اور عمدہ چیزیں تمہیں دی ہیں وہ کھاؤ۔

درج بالا آیات میں دو لفظ استعمال ہوئے ہیں ان میں سے ایک حلال اور دوسرا طیب ہے۔

قواعد کی رو سے یہاں حلال کے لئے طیب کا لفظ اسم صفت کے طور پر استعمال ہوا۔ اور حلال کا لفظ طیب کا اسم موصوف ہے یہاں حلال کے ساتھ طیب کا لفظ اسم صفت کے طور پر استعمال کرنیسے مراد یہ ہے کہ ایسا حلال کھانا کھاؤ جو طیب بھی ہو گویا غیر طیب حلال کھانا شرعاً جائز نہیں ہے۔

طیب کا لفظ خبیث کی ضد ہے اور یہ مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

---

(1) الاعراف 157:7 (2) البقرہ 2: 168 (3) الاعراف 7 :160

i) حلال کھانے کے لئے (ii) پاک دامن عورت کے لئے۔

iii) کسی چیز یا جگہ میں بہت زیادہ خیر اور بھلائی ہو تو اس کے لئے شی ءطیب اور بلدۃ طیبہ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔[1]

طعام طیب سے مراد لذیذ اور عمدہ خوراک ہے۔[2]

اس کے برعکس قرآن کریم میں خبیث کا لفظ ہمیشہ طیب کے ضد کے طور پر استعمال ہوا ہے

ارشاد ہوتا ہے۔ الف: قُلْ لَّا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ [3]

ترجمہ: کہہ دو کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں ہوسکتے

ب: لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ [4]

ترجمہ: تا کہ اللہ تعالیٰ ناپاک کو پاک سے جدا کردے۔

پ: وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ [5]

ترجمہ: اوران کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔

خبیث سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کو قرآن کریم نے حرام قرار دیا ہے ماکولات میں جب کسی چیز کا ذائقہ خراب ہو جائے اس میں سے بدبو آنے لگ اس کا رنگ متغیر ہو جائے تو اس کے لئے خبیث الطعم اور خبیث اللون کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں گویا تمام حلال ماکولات میں سے جب بدبو آنے لگ اس کا ذائقہ خراب ہو جائے یا اس کا رنگ متغیر ہو جائے تو اس پر خبیث کا اطلاق ہوتا ہے اور اس کا استعمال شرعاً جائز نہیں ہے۔اسی طرح جو جانور کسی بیماری میں مبتلا ہو تو حلال طریقے سے ذبح ہونے کے باوجود اس گوشت کو نہیں کھانا چاہئے کیونکہ اس کے گوشت پر بھی لفظ خبیث کا اطلاق ہوتا ہے اس کے علاوہ اگر کوئی گوشت یا پھل وغیرہ گل سڑ جائیں یا اس میں کیڑے پیدا ہو جائیں تو بھی اس پر خبیث کا لفظ صادق آتا ہے۔اور اس کے استعمال سے اجتناب میں انسانوں کی بھلائی ہے۔ غذائی اجناس کے ضمن میں اسلام نے اتنی فراخدلی کا مظاہرہ کیا ہے کہ اہل کتاب کے پاک اور حلال کھانے کو بھی مسلمانوں کے لئے جائز قرار دیا ہے ارشاد ربانی ہے۔

وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ (المائدۃ (5:5)

ترجمہ: اور تمہارے لیئے اھل کتاب کے گھروں کا کھانا جائز ہے۔

---

1) سبا 15:34 (2) لسان العرب بذیل مادہ ''طیب

(3) المائدہ 100:5 (4) انفال 37:8 (5) الاعراف 157:7

ذبح کا اسلامی طریقہ اور اس کی طبی افادیت

اسلام نے جانوروں سے گوشت حاصل کرنے کے لئے اسے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے قرآن کریم نے جانور ذبح کرنے کے لئے ذبح کے ساتھ ساتھ ذکیتہ کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔

ذکیتہ [1] کے لفظی معنی ہیں پاک کرنا اور کسی چیز کو قابل استعمال بنانا ہے رسول کریمؐ نے کسی بھی ایسے جانور کا گوشت کا کھانا حرام قرار دیا ہے جو بغیر ذبح کے زندہ جانور سے کاٹا گیا ہو۔

حضرت عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے

ان النبی صلعم قال. ما قطع من بھیمة وھی حیة فما قطع منھا فھو میته [2]

ترجمہ: نبی کریمؐ نے فرمایا ہے جس کسی نے کسی زندہ جانور کے گوشت سے جو ٹکڑا کاٹا وہ مردار ہے۔

جب رسول کریمؐ مدینہ تشریف لائے تو وہاں پر لوگ زندہ اونٹوں کے کوہان کاٹ کر کھایا کرتے تھے آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا۔ **ما قطع من البھیمته وھی حیته فھو میتة.** [3]

ترجمہ: جس کسی نے کسی زندہ جانور کے جسم سے ٹکڑا کاٹا وہ مردار ہے۔

رسول کریم ﷺ کے فرمودات کی بناء پر لوگوں نے زندہ جانوروں کا گوشت کاٹنا ترک کردیا اور اس طرح جانوروں کو ایک بہت بڑے ظلم سے نجات مل گئی۔ [4]

اسلام نے ذبح کا جو طریقہ بتایا ہے وہ جانوروں کو اذیت سے ہلاک کرنے کے مقابلہ میں کم تکلیف دہ اور سہل ہے اسلامی طریقہ پر ذبح کرنے سے جانوروں کے جسم کا تقریباً پورا خون بہہ جاتا ہے اور گوشت کا ذائقہ بھی بدبودار نہیں ہوتا اگر خون جانور کے جسم میں رہ جائے تو یہ گوشت کو جلد خراب کرنے کا باعث بنتا ہے اور گوشت میں سے بدبو بھی آنے لگتی ہے اور اس قسم کا گوشت کھانا بیماری کا باعث بنتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے:

ان رسول اللہ امر ان تخذ الشفاء وان تواری عن البھا یم و قال اذا ذبح احدکم فلیجھز [5]

ترجمہ: رسول اللہؐ نے حکم دیا ہے کہ چھریاں خوب تیز کرو اور انکو جانوروں سے چھپا کرلے جاؤ اور جب ذبح کرتو جلدی کرو۔

---

1) لسان العرب زیر لفظ "ذ ک ی" (2) سنن ابن ماجہ ابواب الصید باب ماقطع من البھیمة

(3) i) ترمذی کتاب الصید (ii) ابوداؤد کتاب الضحایا (iii) مسند احمد 218:5

(4) نبی کریم کو اللہ تعالیٰ نے پوری عالم کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔ وما ارسلنک الا رحمة للعالمین . جانور بھی آپ کی رحمت سے مستفید ہوئے ہیں۔ (5) (i) ابن ماجہ ابواب الذبائح باب اذا ذبحتم فاحسنو ا الذبح (ii) مسند احمد 108:2

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

ان اللہ کتب الا حسان علی کل شی فاذا قتلتم فاحسنو القتلہ واذا ذبحتم فاحسنو الذبح ولیحد احد کم شفرتہ ؤ لیرح ذبیحتة (1)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کی ہدایت فرمائی ہے اگر تم کسی کو قتل بھی کرو تو اسے بھی جلد از جلد انجام دو اور اگر ذبح کرنے لگو تو بھی چابکدستی سے کرو چھری کو اچھی طرح تیز کرو اور ذبیحہ کو آرام دو

ذبح کا طریقہ بتاتے ہوئے آپؐ نے فرمایا۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلھم الذکاتہ فی الحلق (2)

ترجمہ: ابن عباسؓ رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلم نے فرمایا۔ ذبح کرنا حلق پر ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا۔ ان الذکاة فی الحلق واللبةولا تعجلو الا نفس ان تزھق (3)

ترجمہ: جان لو کہ جانور کا ذبح کرنا حلق اور منحر پر ہے اور جانور کی کھال اتارنے میں جلدی نہ کرو۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں نحر کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

نحر سے مراد گلا ہے اور یہاں حدیث شریف میں اس سے مراد وہ جگہ ہے جہاں پر جانور کو ذبح کیا جاتا ہے (4)

ذبح کرتے وقت اگر جانور کا سر تن سے الگ بھی ہو جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ (5)

اسلامی طریقہ پر ذبح کرنے سے جانور کی گردن کے سامنے کی طرف خون کی چار نالیاں حبل الورید Jugular Veins اور شریان سباتی Carotid artesies یعنی گردن کی رگیں اور حرام مغز کٹ جاتا ہے جس کی وجہ سے جانور فورا بے ہوش ہو جاتا ہے اور خون دماغ تک پہنچنے کی بجائے تیزی سے باہر بہنے لگتا ہے حرام مغز کٹ جانے کے باعث دماغ اور جسم کا رابطہ منقطع ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے جانور اپنے بازوؤں اور ٹانگوں کو زور زور سے مارتا ہے اور اس طرح اس کے جسم میں رکا ہوا خون بھی باہر بہہ جاتا ہے۔

یورپ اور امریکہ میں جانوروں کو ذبح کرنے کے لئے پہلے اس کو بے ہوش کیا جاتا ہے اور اس کے لئے وہ جانور کے سر پر فائر کرتے ہیں یا ایک وزنی ہتھوڑا مارتے ہیں یا بجلی کا کرنٹ لگایا جاتا ہے بے ہوش ہونے کے بعد اسے الٹا لٹکا کر ایک مشینی آرہ کے ذریعے یا خود ہاتھوں سے اس کا سر گردن کی طرف سے کاٹا جاتا ہے۔ (6)

---

(1) (i) صحیح مسلم کتاب الصید باب الامر با حسان الذبح (ii) ابوداؤد کتاب الضحایا باب الرفق بالذبیحتة

(2) صحیح بخاری کتاب الذبائح باب النحر والذبح (3) (i) ایضا (ii) سنن الکبری للبیھقی

(iii) نصب الرایة لاحادیث الھدیه 484:2 (4) صحیح بخاری کتاب الذبائح باب النحر و الذبح

(5) احسن الفتاویٰ 540 تا 542 (6) طب نبوی اور جدید سائنس 502:2 تا 503

جدید طبی تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ چوٹ لگنے کے بعد جسمانی بافتوں میں ایک کیمیات وی عنصر کا اخراج ہوتا ہے جس کو ہسٹامین (Histamine) کہتے ہیں ہسٹامین[1] سے خون کی نالیاں پھول جاتی ہیں اور ان میں زیادہ خون جمع ہو جاتا ہے اس کی وجہ سے گوشت کا رنگ گہرا سرخ ہو جاتا ہے اور اس میں ایک خاص قسم کی بو پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ گوشت کھانے کا نہیں رہتا۔

اسی بناء پر قرآن کریم نے ان تمام جانوروں کا گوشت حرام قرار دیا ہے جس کو صحیح طریقے سے ذبح نہ کیا گیا ہو۔

قرآن کریم کے حرام کردہ جانور

قرآن کریم نے جن جانوروں کے گوشت کا کھانا حرام قرار دیا ہے ان کی تفصیل درج ذیل آیت میں دی گئی ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ الْمُنْخَنِقَةُ وَ الْمَوْقُوْذَةُ وَ الْمُتَرَدِّيَةُ وَ النَّطِيْحَةُ وَ مَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [2]

ترجمہ: تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت حرام کیا گیا ہے اور وہ جانور جس پر کسی اور کا نام پکارا جائے اور جو گلہ گھونٹ کر یا چوٹ سے یا بلندی سے گر کر یا سینگ مارنے سے مر گیا ہو اور جسے کسی درندے نے پھاڑا ہو مگر جسے تم نے ذبح کر لیا ہو اور وہ جو کسی تھان پر ذبح کیا جائے اور یہ کہ جوئے کی تیروں سے تقسیم کرو یہ سب گناہ ہیں۔۔ پھر جو کوئی بھوک سے بیتاب ہو جائے لیکن گناہ پر مائل نہ ہو تو اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [3]

ترجمہ: کہہ دو کہ اس وحی میں جو مجھے پہنچی ہے کسی چیز کو کھانے والے پر حرام نہیں پاتا جو اسے کھائے مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت ہو کہ وہ ناپاک ہے یا وہ ناجائز ذبحہ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے پھر جو شخص بھوک سے بے اختیار ہو جائے ایسے حال میں کہ نہ بغاوت کرنے والا ہو اور نہ حد سے گزرنے والا ہو تو تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

درج بالا آیت میں جن جانوروں کا گوشت حرام قرار دیا گیا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

المیتہ (مردار جانور) بیماری یا طبعی موت سے مر جانے والا یا اسلامی طریقہ کے بغیر ذبح کئے جانے والا جانور۔

---

(1) انسائیکلوپیڈیا آف میڈیسن اینڈ سرجری زیر لفظ Histamin (2) المائدۃ 2:5 (3) الانعام 145:6

الدم (خون) اس سے مراد وہ خون ہے جو جانور کے ذبح کرنے کے بعد بہہ جائے اسی کو دم مسفوح (بہنے والا خون) بھی کہا جاتا ہے ذبح کرنے کے بعد جو تھوڑا بہت خون گوشت سے لگا رہے یا گوشت کے اندر رہ جائے وہ حرمت کے حکم میں نہیں آتا۔

خنزیر کا گوشت۔ خنزیر کو اردو میں سور اور انگریزی میں Pig کہا جاتا ہے اور اس کے گوشت کو PORK کہتے ہیں۔

المنخنقة: وہ جانور جو گلا گھٹنے سے مرجائے

الموقوذة: ضرب یا چوٹ سے بغیر ذبح کے مرجانے والا جانور

المتردية: بلندی سے گر کر ہلاک ہونے والا جانور

النطيحة: سینگ کی چوٹ سے بغیر ذبح کے مرجانے والا جانور

ما اكل السبع: کسی درندے کی چیر پھاڑ سے مرجانے والا جانور

الميتة: مردار

قرآن کریم نے مردار جانور کے گوشت کو حرام قرار دیا ہے۔

شریعت میں میتہ سے مراد

ما فارقته الروح بغير ذكاته وهي محرمة كلها [1]

ترجمہ: وہ جانور جو بغیر ذبح کے مرجائے یہ پورا کا پورا حرام ہے

تاہم اس میں مچھلی اور ٹڈی شامل نہیں ہے۔ کسی بھی جانور کے موت کی درج ذیل وجوہات ہو سکتی ہیں۔

بڑھاپے اور جسمانی کمزوری کی وجہ سے گویا وہ جانور اس قدر کمزور ہو گیا تھا کہ اس میں مزید زندہ رہنے کی سکت نہ رہی۔

کسی بیماری کی وجہ سے گویا اس کا جسم مختلف قسم کی بیماریوں اور جراثیموں کی آماجگاہ بن گیا اور اس کے جسم اور گوشت میں بگاڑ پیدا ہو گیا۔ [2]

وجہ کوئی بھی ہو اس قسم کے جانور کا گوشت کھانا انسانی صحت کے لئے مضر ہے اور اس سے انسان بیمار پڑ سکتا ہے اس کے علاوہ انسان کو بھی وہ بیماری لگ سکتی ہے جس کی بناء پر اس جانور کی موت واقع ہوئی ہے۔ عام طور پر جانور جراثیم یا وائرس سے بیمار پڑتے ہیں اور اسی سے ان کی موت بھی واقع ہوتی ہے اسی لئے قرآن کریم نے مردار کا گوشت مضر صحت ہونے کی بناء پر کھانے کے لیئے ممنوع قرار دیا ہے۔ [3]

---

(1) تاج العروس زیر لفظ ''م و ت''   (2) طب نبوی (ن) ص:153

(3) مع الطب فی القرآن الکریم 132 تا 134

(گوشت ۔۔۔۔۔۔ بیماری پیدا کرنے والے طفیلی کیڑوں کا منبع)

بہت ساری ایسی بیماریاں جو طفیلی کیڑوں کے باعث پیدا ہوتی ہیں وہ انسان کو ایسا گوشت کھانے سے لگتی ہیں جو خراب ہو یا صحیح طریقے سے پکا ہوا نہ ہو اسی بناء پر رسول کریم صلعم نے گوشت کو صحیح طریقے پر پکانے کا حکم دیا ہے آپ نے ہمیشہ اس طعام کو پسند فرمایا جو آگ پر صحیح طریقے سے پکایا گیا ہو آپ کا ارشاد گرامی ہے۔

اطیب طعامکم مامسته النار [1] ترجمہ: تمہارا سب سے اچھا کھانا وہ ہے جو آگ پر پکایا گیا ہو۔

گوشت کو آگ پر صحیح طریقے سے پکانے سے اس کے اندر موجود جراثیم مر جاتے ہیں اور وہ کھانے کے قابل ہو جاتا ہے تاہم آگ پر پکانے سے اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ وہ بالکل جل نہ جائے ورنہ اس کھانے میں موجود ضروری غذائی مواد بھی ضائع ہو جاتے ہیں اور وہ فائدے کی بجائے نقصان کا باعث بنتا ہے۔

(مردار کا گوشت ۔۔۔ انفکشن کا ایک ذریعہ)

ذبح نہ ہونے کی بناء پر مردار جانور کے جسم سے خون خارج نہیں ہوتا اور تمام کا تمام خون اس کے جسم کے اندر ہی جم جاتا ہے یہ گوشت اور منجمد خون بیماری پیدا کرنے والے جراثیم کے تیز تر نشو نما کے لئے غذائی مواد بہم پہنچانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے ان جراثیم (مائیکروب) کی وجہ سے گوشت بہت جلد گل سڑ جاتا ہے اور یہ پھر انسانی استعمال کے قابل نہیں رہتا نزول قرآن کے وقت کوئی بھی ان سائنسی حقائق سے واقف نہیں تھا کہ بیماریاں کیسے پھیلتی ہیں اور مرض کو معبودوں کی نافرمانی پر محمول کیا جاتا تھا۔[2] پندرھویں صدی میں ایک اطالوی ڈاکٹر فرا ٹورڈ[3] (Fracastord (1485-1553 نے اس بات کا پتہ چلایا کہ بیماریاں ننھی منھی مخلوق کے ذریعے ایک انسان سے دوسرے انسان کو لگتی ہیں اس کے کئی سو سال بعد بیماریوں کے پھیلاؤ میں جراثیم کے کردار کا صحیح سائنسی بنیادوں پر پتہ چلا۔

لوئس پاسچر Lauis Pasteur[3] نے 1857 میں بتایا کہ کسی چیز کے گلنے سڑنے کی وجہ اس چیز کے اندر ایک خاص قسم کے جراثیم کا پیدا ہونا ہے اور وہ بیماری کا باعث بنتا ہے۔

---

(1) مسند احمد 2:2 ص:282 (2) تاریخ طب ص:17 (2) ڈاکٹر فرا کا ز مشہور اطالوی فزیشن ماہر فلکیات اور جیالوجسٹ تھا اس نے وبائی امراض کا بغور مطالعہ کیا۔ اور کہا کہ اسکا (دیکھیے انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا پیر لفظ ''Fracas'' سبب ننھی منھی مخلوق ہے جسکو جراثیم کہتے ہیں۔ انکے انہی تحقیقات کی بناء پر وہ پوری دنیا میں مشہور ہوئے۔

(3) Louis pasteur (1822-1895) فرانسیسی کیمسٹ اور مائیکرو بیالوجسٹ تھا اس نے چیزوں کے گلنے سڑنے کی وجہ دریافت کی۔ اور کہا۔ کہ مائکر وارگن ازم کی وجہ سے چیزیں سڑتی ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (Pasteur)

19 ویں صدی کے اختتام تک جراثیم (مائیکروب) کی نشو ونما کے لئے لیباٹریوں میں نئے نئے طریقے دریافت ہوئے کلچر ٹسٹ میں مائیکروب کے تیز تر نشونما کے لئے ان کو خون یا گوشت میں رکھا جاتا ہے جس سے جراثیم (مائیکروب) کی تعداد لاکھوں کروڑں تک پہنچ جاتی ہے۔

عصر حاضر کے مائیکرو بیالوجسٹ کو اس حقیقت میں کوئی شک وشبہ نہیں رہا کہ خون اور گوشت بہت ساری مائیکروب کے نشونما میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے مردار کا گوشت اور خون کا استعمال ممنوع قرار دیا ہے کیونکہ یہ بیماری پیدا کرنے والے جراثیم (مائیکروب) کی بہترین آماجگاہ ہوتی ہیں۔ (۱)

(خون ـــــ الدم ـــــ Blood)

قرآن کریم میں خون کی حرمت کا ذکر درج ذیل آیات میں ہوا ہے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ (2)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت حرام کیا ہے

حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ (3)

ترجمہ: تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت حرام کر دیا گیا ہے

ایک اور جگہ خون کی مزید وضاحت کر دی گئی کہ خون سے کس قسم کا خون مراد ہے۔

ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ (4)

ترجمہ: کہہ دو کہ میں اس وحی میں جو مجھے پہنچتی ہے کسی چیز کو کھانے والے پر حرام نہیں پاتا جو اسے کھائے مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت کہ وہ ناپاک ہے۔

یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ خون مختلف قسم کی بیماریاں پیدا کرنے والے جراثیموں (Microbes) کے نشو ونما کے لئے بہترین ذریعہ ہے۔

اسی بناء پر لیبارٹریوں میں جب کسی مریض کے پیپ وغیرہ کو ٹسٹ کیا جاتا ہے تو اس کو خون یا اس سے تیار شدہ ایک مرکب میں ڈال دیا جاتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے پیپ کے جراثیم (مائیکروب) کی تعداد بڑھنی شروع ہو جاتی

---

1) Blood and flush in quran and science p: 4-7

(ii) مع الطب فی القرآن الکریم ص:134 تا 135 (iii) الاسلام والطب الحدیث ص:63

(2) البقرہ 173:2 (3) النحل 115:16 (4) انعام 145:6

ہے۔ پھر جراثیم (مائیکروب) کی پہچان اوران پر دوائیوں کے اثرات کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ خون کے کھانے سے ان میں موجود بیماری پیدا کرنے والے جراثیم انسانی جسم میں داخل ہو کر اسے بیمار کر سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جس جانور کا خون صحیح طریقے سے بہہ نہ جائے تو اس کا گوشت بہت جلد خراب ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے جسم میں خون رہ جانے کے سبب اس میں مختلف بیماریاں پیدا کرنے والے جراثیم بننا شروع ہو جاتے ہیں جس کی بناء پر اس کا گوشت بہت جلد گل سڑ جاتا ہے اور کھانے کے قابل نہیں رہتا۔ (1)

خون کھانے سے انسانی خون میں یوریا کی مقدار بڑھ جاتی ہے جو کہ صحت کے لئے مضر ہے۔

کسی بھی جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس سے خون تیزی سے بہنے لگتا ہے اور کچھ دیر کے بعد وہ خون جم جاتا ہے انسانی معدہ میں اس منجمد خون کو ہضم کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی اس لئے جب کوئی شخص یہ خون کھائے تو یہ معدے میں جا کر دوسری غذاؤں کو بھی نا قابل ہضم بنا دیتا ہے اور نظام انہضام میں خرابی پیدا کر دیتا ہے جس کی بناء پر الٹیاں آنے لگتی ہیں اور طبیعت بوجھل اور خراب ہو جاتی ہے (2)

جس طرح خون کا کھانا بیماری کا باعث بنتا ہے اسی طرح انتقال خون یعنی بلڈ ٹرانفیوژن (Blood Transfussion) بھی مختلف قسم کی بیماریوں کا باعث بنتا ہے اگر چہ علماء نے ضرورت کے تحت انتقال خون کو جائز قرار دیا ہے تاہم جدید تحققات سے پتہ چلا ہے کہ انتقال خون سے بھی بہت سی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جن میں یرقان، ملیریا، آتشک اور ایڈز وغیرہ شامل ہیں۔ (3)

جس اندھا دھند طریقے سے غریب اور ترقی پذیر ممالک میں انتقال خون ہو رہی ہے وہ خطرے سے خالی نہیں ہمارے ہاں خون میں خطرناک بیماریوں کے وائرس کا پتہ چلانے کے لئے کوئی خاص ٹسٹ نہیں ہوتے نہ ہی خون دینے والے کے جسم میں خطرناک بیماریوں کا پتہ چلانے کے لئے کوئی مخلصانہ کوشش کی جاتی ہے جبکہ ترقی یافتہ ممالک میں خون کا پہلے سے مکمل تجزیہ کیا جاتا ہے اور جب خون کے ہر قسم کے وائرس سے پاک ہونے کا سرٹیفکیٹ دی جائے تب انتقال خون عمل میں لائی جاتی ہے ورنہ نہیں۔

ہمارے جیسے ترقی پذیر ملک میں انتقال خون میں بہت زیادہ احتیاط برتنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم انتقال خون کی بناء پر معاشرے میں بیماریاں ختم کرنے کی بجائے بیماریاں پھیلانے کا باعث بن جائیں وائرس کے حامل خون کا

---

(1) لوئس پاسچر سے سینکڑوں سال قبل قرآن کریم نے ان چیزوں کو حرام قرار دیا ہے جسکی بناء پر چیزیں گل سڑ جاتی ہے۔ کیونکہ ان چیزوں پر ''خبیث'' کا اطلاق ہوتا ہے (2)(i) مع الطب فی القرآن الکریم ص: 134(ii) المصالح العقلیہ لا حکام النقلیہ ص: 283-281

Islamic Thoughts and Scientific creativity vol. No. I No 2 1990, P: 26 (3)

انتقال کسی بھی صورت میں اسلام میں جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

(خنزیر......سور کا گوشت) قرآن کریم میں مختلف مقامات پر سور کا گوشت حرام قرار دیا گیا ہے اور نبی کریم صلعم نے تو خنزیر کی کھال، ہڈی اور چربی سب کا استعمال ممنوع قرار دیا ہے ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ (1)

ترجمہ: ''یقیناً'' تم پر مردار خون اور سور کا گوشت حرام کر دیا گیا ہے''

سور کے گوشت کو صرف اسلام نے حرام قرار نہیں دیا بلکہ یہودیت اور عیسائیت میں بھی اس کا استعمال ممنوع ہے (2) یہودی اپنی الہامی کتاب کا لحاظ کرتے ہوئے اس کو استعمال نہیں کرتے چنانچہ اسرائیل میں خنزیر کے گوشت کی خرید و فروخت پر پابندی لگائی گئی ہے (3) جبکہ عیسائی سور کے گوشت کو بڑے شوق سے کھاتے ہیں ارشاد نبوی ہے:

عن جابر بن عبد الله انه سمع رسول الله صلعم يقول عام الفتح وهو بمكة ان الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والا صنام فقيل يا رسول الله ارايت شحوم الميتة فانه يطلى بها السفن وتدهن بها الجلود ويستصبح بها الناس فقال لا هو حرام ثم قال رسول الله عند ذالك قاتل الله اليهود ان الله لما حرم عليهم شحو مهما اجملوه ثم باعوه فاكلوا ثمنه (4)

ترجمہ: جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ آپ نے فتح مکہ کے سال رسول اللہ صلعم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بیشک اللہ اور اس کے رسول نے شراب مردار خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت حرام قرار دی ہے تو پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول مردار کی چربی کے بارے میں کیا حکم ہے کیونکہ اس سے کشتیوں کی طلائی کی جاتی ہے اور جلد کو چکنا کیا جاتا ہے اس سے چراغ چلائے جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس کا استعمال بھی حرام ہے اور فرمایا اللہ یہودیوں کو غارت کر دے اللہ نے ان پر مردار اور خنزیر کا گوشت حرام قرار دیا تھا تو انہوں نے اس کو پگھلایا پھر اس کو فروخت کرتے رہے۔ اور پھر اس سے حاصل شدہ رقم کو کھاتے رہے۔

علماء اسلام نے خنزیر کے تمام اعضاء و جوارح کو حرام قرار دیا ہے۔ (4)

خنزیر کو مکمل طور پر حرام قرار دینے میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ جب اس کا گوشت حرام ہو گیا تو پھر معاشرے میں کوئی بھی اس کو نہیں پالے گا اور اس طرح اس جانور کی نسل نہیں بڑھے گی لہٰذا جس معاشرے میں سرے سے یہ جانور ہی نہیں

---

(1) البقرہ 173:2 (2) انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (مائکرو) زیر لفظ Pork

(3) تفسیر ماجدی (انگریزی) 106:1 (4) صحیح مسلم کتاب المساقات باب تحریم بیع الخمر

(5) تفسیر القرطبی سورۃ البقرۃ 173:2 (ii) تفسیر احکام القرآن لابن عربی البقرۃ 173:2

ہوگا وہاں پر اس کی گندہ عادتوں کے مضر اثرات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ خنزیر کی بری عادتیں اس کے گوشت سے زیادہ برے اثرات مرتب کر سکتی ہیں۔ جو لوگ سور کو پالتے ہیں ان کے بقول خنزیر ہمہ خور (Ominvorous) ہے یعنی سبزی اور گوشت وغیرہ سب کچھ کھا لیتا ہے اس لئے دوسرے جانوروں کے مقابلے میں اس کو پالنا آسان اور سستا پڑتا ہے یہ انسانی پاخانہ کے علاوہ اپنا پاخانہ بھی کھا لیتا ہے[1]

خنزیر کے جنسی عادات واطوار بھی دوسرے تمام جانوروں سے مختلف ہوتے ہیں یہ ہر جگہ اور ہر وقت جنس خواہش کی تکمیل میں لگا رہتا ہے اور اس کی مادہ بہت سارے نروں سے اپنا جنسی تسکین کرواتی ہے چنانچہ اس قسم کے بے حیا اور بے شرم جانور کا گوشت انسان کے اخلاق پر ضرور برا اثر ڈالتا ہے جن اقوام میں اس کے گوشت کا استعمال عام ہے وہ بھی سور کی طرح بے حیا اور بے شرم ہوتے ہیں۔[2]

سور کے گوشت میں دوسرے جانوروں کے مقابلے میں چربی بہت زیادہ ہوتی ہے اس لئے اس کا گوشت کھانے والوں کے خون میں کولسٹرول کی مقدار مناسب حد سے زیادہ ہوتی ہے جو خون کی نالیوں کی سختی امراض قلب اور بلڈ پریشر جیسے بیماریوں کا باعث بنتا ہے[3] اس لئے اس کا گوشت کھانا خطرے سے خالی نہیں ہوتا ہے اگرچہ امریکہ میں اس کے گوشت کی درجہ بندی کی جاتی ہے اول درجے کے گوشت میں چربی کی مقدار کو صحیح تناسب پر لایا جاتا ہے۔ جبکہ دوسرے اور تیسرے اور چوتھے درجے کے گوشت میں چربی کی مقدار تسلی بخش حد سے زیادہ ہوتی ہے[4] لیکن اس کے باوجود اس کی چربی سے پیدا ہونے والی بیماریوں پر قابو نہیں پایا جاسکا ہے اب تو مغرب میں عام لوگ بھی ایسے گوشت کا خریدنا پسند نہیں کرتے جس میں چربی کی مقدار حد سے زیادہ ہو اور جو صحت کے لئے مضر ہو۔

سور کے گوشت میں بہت زیادہ چربی ہونے کے علاوہ چند ایک طفیلی کیڑے بھی ہوتے ہیں جو کہ انسان کے جسم میں داخل ہو کر مختلف بیماریوں کا باعث بنتے ہیں ان میں سے درج ذیل طفیلی کیڑے بہت اہم ہیں۔

ا۔ <u>چپٹا کیڑا (Taeniasolium)</u> اس طفیلی کیڑے کی لمبائی ایک ملی میٹر سے لیکر 15 ملی میٹر تک ہوتی ہے یہ سور کے گوشت میں موجود رہتا ہے اور اس قسم کا گوشت کھانے سے یہ انسانی جسم میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس کا حملہ معدہ آنتوں عضلات اور دماغ پر ہوتا ہے انسانی جسم میں یہ اپنی نسل کو بڑھاتا رہتا ہے اور تقریباً چار ہزار کے

---

(1) دیکھئے Islamic Medicine (Shahid)) P:187 (ii) مع الطب فی القرآن ص:137

(2) المصالح العقلیہ لاحکام النقلیہ ص:279

(3) دیکھئے The effects of fat thickness and sex on pig meat quality Anim. prod. 43 (1986)p:535

(4) انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا زیر لفظ "PORK"

قریب بچوں کو جنم دینے کے بعد انہیں پورے بدن میں پھیلا دیتے ہیں یہ بچے خون کے ساتھ بہہ کر جلد کے نیچے پٹھوں جوڑوں اور دماغ تک پہنچ جاتے ہیں جس کی وجہ سے جوڑوں میں مسلسل درد رہتا ہے[1] اور مسلسل اسہال کی شکایت ہونے لگتی ہے[2] اگر یہ طفیلی کیڑا ایک بار دماغ تک پہنچ جائے تو پھر یہ اس شخص کو مرگی Epilipsy کے مرض میں مبتلا کر دیتا ہے اور اس کا علاج بہت مشکل ہو جاتا ہے۔[3] غربی ملکوں میں (Brain tumer) دماغ کی رسولی کی ایک وجہ یہی طفیلی کیڑا ہے۔[4]

2۔ گول کیڑا (Trichinella Spiralis) یہ طفیلی کیڑا 1.5 ملی میٹر سے لیکر چار ملی میٹر تک لمبا ہوتا ہے یہ کیڑا بھی خنزیر کا گوشت کھانے سے انسانی جسم میں داخل ہو سکتا ہے اور چھوٹی آنت میں اپنے اردگرد ایک حفاظتی حصار بنا کر اپنے لاروا کو خون کے ذریعے پورے جسم میں پھیلا دیتا ہے جس کی بناء پر انسان پٹھوں کے درد اور سوجھن میں مبتلا ہو جاتا ہے[5] اس کی وجہ سے فیل پاء (سوجھن کی وجہ سے پیروں اور پنڈلیوں کا پھول جانا) نامی بیماری لاحق ہو سکتی ہے اور انسان چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہتا[6] اس کیڑے سے پیدا ہونے والا درد اگر بہت زیادہ شدید ہو تو انفکشن کے باعث مریض چار سے چھ ہفتوں تک کے اندر اندر مر سکتا ہے۔[7]

3۔ نباتاتی جراثیم (Fungus)

یہ بیماریاں خنزیر سے انسانوں کو منتقل ہوتی ہیں اور انسان کی صحت پر برے اثرات ڈالتی ہیں۔

4۔ خلیہ خور (Virus) خنزیر بعض قسم کے خطرناک وائرس انسانوں کو منتقل کرنے کا باعث بنتے ہیں مثلاً باؤلے کتے کی بیماری Rabies انفلوئنزا اور (Swine influenza) دماغ کی جھلیوں کی بیماری۔[8]

امریکہ اور یورپ میں سور کے گوشت کو مارکیٹ میں لانے سے قبل اسکا خوردبینی معائنہ کیا جاتا ہے اور جس سور کے گوشت میں یہ طفیلی کیڑے پائے جائیں اس کو ضائع کر کے باقی مائدہ کو طفیلی کیڑوں سے پاک کا سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے اور اس کے استعمال کی اجازت دی جاتی ہے لیکن ان تمام تر احتیاطی تدابیر کے باوجود وہاں پر ان کیڑوں سے پیدا ہونے والی بیماریوں میں کمی واقع نہیں ہوئی جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خوردبینی مطالعے بھی ان طفیلی کیڑوں کو ڈھونڈنے میں ناکام ہو گئے ہیں ایک ممتاز مغربی ڈاکٹر Petty Wedexon کہتا ہے۔

---

(1) Encyclopeadia Britanica "Tape worm"

(2) Science and technology int he islamic world vol-6 July/ Sept 1988 P:160

(3) Islamic Mediciene (Shahid) PP: 70-72

(4) ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک نومبر ادسمبر 1972 "خنزیر کے نقصانات" (5) دیکھیے حوالہ نمبر 3 صفحہ ھذا

(6) کتاب المفردات ص: 426 (7) دیکھیے حالہ نمبر 2 صفحہ ھذا (8) حوالہ نمبر 4 صفحہ ھذا

"درحقیقت جو مرض اس کے باعث فرانس، اٹلی، جرمنی، امریکہ اور برطانیہ میں عام ہے وہ مشرقی ممالک میں وہاں رہنے والوں کے مذہب میں حرام ہونے کی بناء پر نادرالوجود ہے"۔[1]

سور کے گوشت میں (CLOSTRIDIUM BETULINUM) نامی ایک خطرناک غذائی تسمم Food (Poisoning) کی بیکٹیریا ہوسکتا ہے جو کہ Neuro Paralysis نامی بیماری کا باعث بنتا ہے اس بیماری میں عمل تنفس کے عضلات شل ہوجاتے ہیں اور مریض جلدی مرجاتا ہے۔[2]

منخنقہ (گلا گھونٹ کر مارا ہوا) منخنقہ کے حروف اصلی "خ ن ق" ہے۔ اس کا مصدر خنق ہے اور اس کے معنی ہیں گلا گھونٹ کر یا دبا کر مارا ہوا جانور۔[3]

جو حلال جانور گلا گھٹنے سے مرجائے اور اسے اسلامی طریقے سے ذبح نہ کیا جائے شریعت نے اس کا گوشت حرام قرار دیا ہے دراصل کسی جانور کے دم گھٹنے یا گلا دبا کر مرجانے سے اسکے بدن سے خون کا اخراج نہیں ہوتا اور یہ خون بدن کے اندر رگوں میں منجمد ہوجاتا ہے چونکہ خون جراثیم کے نشوونما کا بہترین ذریعہ ہے[4] اس لئے اس قسم کے جانور کا گوشت بہت جلد مائکروب کی آماجگاہ بن جاتا ہے جس کی وجہ سے گوشت کا رنگ گہرا سرخ اور ذائقہ بدبودار ہوجاتا ہے۔ اس کے علاوہ دم گھٹنے کی وجہ سے بدن میں ہسٹامین پیدا ہوجاتی ہے اور یہ گوشت کو بدبودار بنادیتی ہے یہ جراثیم آلود گوشت انسانی صحت کے لئے مضر ہوتا ہے اس لئے اسلام نے اس قسم کے جانور کا گوشت کھانے سے منع کرکے انسانی صحت پر اس کے پڑنے والے برے اثرات سے انسانیت کو بچالیا ہے۔

موقوذۃ: وقذ سے نکلا ہوا ہے اور "و ق ذ" اس کا مادہ ہے۔

وقذ باب وعد سے ہے اور اس کے معنی ہے لاٹھی یا کسی اور چیز کے ضرب سے مرجانے والا جانور۔[6]

2: متردیۃ۔

اس کے حروف اصلی "ردی" ہیں اور اسکے معنی ہیں پہاڑ یا کسی بلند جگہ سے گر کر مرجانے والا جانور۔[7]

---

(1) روح اسلام ص: 1038

(2) Assessment of Botulism Hazards from curedmeat (I) Products, Food Technology 36 (12) PP:95 PP: 95 - 104 (II) National health and Medical research council (NHMRC) Nutrition policy statements, canberra: AGPS 1986.

(3) المختار بذیل مادہ "خنق" (4) Islamic thoughts and scientific creativity vol I No., 1990 p:26

(5) مع الطب فی القرآن الکریم ص: 135 (6) تاج العروس بذیل مادہ "وق ذ"

(7) (i) تاج العروس زیر لفظ "ردی" (ii) المختار زیر لفظ "ردی"

3: نطیحۃ۔

اس کے حروف اصلی ''ن ط ح'' ہیں اور اس کے معنی ہیں سینگ کے چوٹ سے مرجانے والا جانور[1]

درج بالا تینوں صورتوں میں کسی بھی صورت میں اگر کسی جانور کی موت واقع ہو جاتی ہے تو اس کا گوشت استعمال کرنا از روئے شریعت حرام ہو جاتا ہے دراصل جب کسی جانور کو چوٹ لگتی ہے خواہ وہ کسی لاٹھی سے ہو کسی بلندی سے گر جانے سے ہو یا کسی دوسرے جانور کے سینگ مارنے سے ہو تو اس جانور کے جسم میں اس چوٹ کی وجہ سے کچھ کیمیاوی تبدیلیاں رونما ہو جاتی ہیں چوٹ کی جگہ سرخ ہو جاتی ہے پھر اس جگہ ورم پڑ جاتے ہیں اور بعد میں وہ جگہ نیلی رنگ کی شکل اختیار کر جاتی ہیں حقیقت میں چوٹ کی وجہ سے جلد کے نیچے خون کی باریک باریک نالیاں پھٹ جاتی ہیں اور وہاں پر خون جمع ہو جاتا ہے اور یہی خون بدن کے باقی حصوں میں مائیکروب پہنچانے کا ذریعہ بنتا ہے جس جگہ پر چوٹ لگی ہوئی ہوتی ہے وہ مضر صحت جراثیم کو جسم کے اندر لے جانے کا باعث بنتا ہے گویا یہ زخم جسم کے اندر داخل ہونے والے جراثیم کے لئے ایک دروازے کا کام دیتا ہے اور یوں یہ جراثیم اندر جا کر وہاں پر موجود منجمد خون کو اپنی کمین گاہ بنا دیتے ہیں جسکی بناء پر اس قسم کے مردار جانور (بغیر ذبح کئے) کا گوشت قابل استعمال نہیں رہتا۔

اس کے علاوہ چوٹ کی وجہ سے جانور کے جسم میں ہسٹا میں (Histamine) کا پیدا ہونا یقینی بات ہوتی ہے اور گوشت میں ہسٹا مین کی بو رچ بس جاتی ہے جسکی بناء پر وہ گوشت بہت جلد گل سڑ جاتا ہے۔[2]

---

(1) (i) لسان العرب بذیل مادہ ''نطح''

(2) دیکھئے The cyclopeadia of Medicine and surgery under the heading "Histamina"

________OOO________

مراجع ومصادر

1۔ قرآن کریم 2 احکام القرآن، ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن عربی 543ھ، دارالفکر بیروت 1974ء

3۔ لباب التاویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن) عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی دارلمعارف للطباعہ والنشر بیروت لبنان.

4. الجامع لا حکام القرآن (تفسیر القرطبی) ابی عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی 671ھ مطبعۃ دار الکتب المصریہ قاہرہ طبع دوم 1952ء

5۔ تفسیر ماجدی (انگریزی) عبدالماجد دریابادی مطبع کراچی طبعہ اول 1991ء

6۔ تفسیر معارف القرآن، مفتی محمد شفیع، ادارہ المعارف کراچی۔

7۔ الجامع الصحیح البخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاری 254ھ سعید کمپنی کراچی۔

8۔ الجامع الصحیح المسلم، امام ابوالحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری 261ھ سعید کمپنی کراچی۔

9۔ سنن ترمذی، امام حافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی 279ھ سعید کمپنی کراچی 1985ء

10۔ الجامع السنن حافظ ابی عبدالرحمان احمد بن شعیب النسائی 303ھ مکتبہ الفاروقیہ ملتان۔

11۔ سنن ابن ماجہ حافظ عبداللہ ابن ماجہ محمد بن یزید القزوینی 237ھ مکتبہ الفاروقیہ ملتان۔

12۔ الجامع السنن، ابوداؤد سلیمان ابن الاشعث بجستانی 275ھ مکتبہ امدادیہ ملتان۔

13۔ السنن الکبریٰ حافظ ابی بکر محمد بن حسین بن علیا لبیہقی 485ھ نشر السنۃ ملتان۔

14۔ مسند احمد امام احمد بن حنبل دار الفکر بیروت۔

15۔ نصب الرایۃ لاحادیث الھدایۃ جمال الدین ابی محمد عبداللہ بن یوسف الزیلعی 763ھ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور۔

16. الا سرار الطبیۃ و الا حکام الفقھیۃ، محمد علی البار الدار السعو دیہ جدۃ 1986ء

17. المصباح العقلیہ لا حکام النقلیۃ مولانا اشرف علی تھانوی، ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور۔

18۔ زادالمعاد، حافظ ابن قیم الجوزیہ 751ھ داراحیاء التراث العربی بیروت۔

19۔ طب نبوی اور جدید سائنس، ڈاکٹر خالد غزنوی، فیصل ناشران، کتب اُردو بازار لاہور 1987ء

20۔ طب نبوی حافظ اکرام الدین واعظ الفیصل ناشران کتب لاہور۔

21۔ الاسلام والطب الحدیث، سعید رجا عبیدات المکتبۃ العلمیۃ لاہور 1978ء

22۔ مع الطب فی القرآن الکریم، دکتور عبدالحمید دیاب ودکتور احمد قرقوز، موسسہ علوم القرآن دمشق۔

23۔ تاریخ طب، حکیم راحت نسیم سوہدروی شیخ بشیر اینڈ سنز اردو بازار لاہور۔

24۔ روح اسلام عفیف عبدالفتاح طبارہ (اردو ایڈیشن) مکتبہ الھدیٰ کراچی۔

25۔ احسن الفتاویٰ مفتی رشید احمد لدھیانوی قرآن محل کراچی 26۔ کفایت المفتی، مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی مکتبہ امدادیہ ملتان

27۔ تاج العروس مرتضیٰ الزبیدی دار الکتب العربیہ بیروت۔

28۔ لسان العرب، علامہ ابن منظور، نشر ادب الحوزہ قم، ایران۔

29۔ المختار من صحاح اللغۃ محمد محی الدین عبدالحمید و محمد عبداللطیف السبکی انتشارات ناصر خسرو، تہران، ایران۔

30۔ جمہرۃ اللغۃ، علامہ ابن درید، مجلس دائرہ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن 1351ھ

31۔ کتاب المفردات، حکیم مظفر حسین اعوان شیخ غلام علی اینڈ سنز انارکلی لاہور 1983ء

32۔ ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک نومبر/دسمبر 1972ء

________OOO________

حافظ محمد عرفان الحق اظہار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

پیکر علم و عمل

شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ

جامع الصفات شخصیت کی رحلت: بقیۃ السلف عظیم محقق قرون اولیٰ کی سادگی کا عظیم نمونہ، عجز و انکساری کا پیکر، صحیح اسلامی فکر و عقیدہ کی تشریح کرنے والے، دانائے راز علم و عمل و عشق، عابد و زاہد و شب زندہ دار، صاحب طرز ادیب، مسلک دیوبند کے ترجمان، ایشیاء کی عظیم اسلامی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ، مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ منگل کی شب تقریباً ڈیڑھ بجے ۹ رجمادی الاول ۱۴۳۰ھ بمطابق ۵ رمئی ۲۰۰۹ء کو ۹۸ برس کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. اللھم اغفرہ واجعل قبرہ روضۃ من ریاض الجنۃ. آپؒ کے سانحہ ارتحال پر ایک دور و عہد کا خاتمہ ہوا ہے۔ یہ سانحہ کسی ایک فرد، خاندان، جماعت اور ملک و قوم کا نقصان نہیں بلکہ پوری انسانیت اور عالم کا خسارہ اور نقصان ہے۔

وما کان قیس ھلکہ ھلک واحد ولکنہ بنیان قوم تھدما

قیس کی ہلاکت تنہا اس کی ہلاکت نہیں بلکہ اس سے قوم کی بنیادیں لرز اٹھیں۔

مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے بجا فرمایا کہ یورپ اور دنیائے جدید میں جو کام ایک اکیڈمی انجام دیتی ہے۔ برصغیر (پاک و ہند) میں وہ ایک آدمی تن تنہا کرتا ہے۔ مولانا صفدرؒ نے بھی اپنی حیات میں ایک نہیں بلکہ کئی اکیڈمیوں سے زیادہ کام کیا۔ وہ ایک عظیم نظام زندگی، بلند نصب العین اور مسلسل جد و جہد کا مظہر تھے۔ اقبال کے الفاظ میں وہ اس شعر کی صحیح تصویر تھے۔ نگہ بلند سخن دلنواز جاں پُرسوز یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

گکھڑ منڈی جہاں آپؒ نے اپنی زندگی کی ۶۶ (چھیاسٹھ) بہاریں گزاریں، نے اپنی زندگی میں بے شمار علماء دیکھے ہوں گے لیکن ایسا جامع کمالات عالم شاید ہی کہ دیکھا ہو؟ آپؒ کی وفات کی الم انگیز خبر حقانیہ کے دفتر اہتمام میں ایک استاد نے دی تو دل و دماغ نے ماننے سے انکار کیا۔ تاہم موت ایک ایسی وادی ہے جس سے ہر ایک کو گزرنا ہے اور اسی پر ہمارا عقیدہ و ایمان ہے۔ آئے روز کسی نہ کسی علم و فضل کے آفتاب و ماہتاب کے غروب ہونے پر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو علم و فضل کی بستیاں ویران ہو جائیں گی۔

وفات سے چند دن قبل آپؒ کی مولانا سمیع الحق مدظلہ کیساتھ خصوصی مشاورت و پیغام: شیخ الحدیث حضرت

مولانا عبدالحقؒ اور حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے ساتھ آپ کا ربط وتعلق کافی پرانا اور گہرا تھا۔ رفات سے تین ہفتے قبل عالم اسلام اور پاکستان کی موجودہ پریشان کن اور کشیدہ حالات پر مولانا سمیع الحق مدظلہ کو اپنے ہاں مشاورت کیلئے خصوصی طور پر بلایا اور جگرسوزی اور جھنجلاہٹ کے عالم میں فرمایا کہ اسلام اور پاکستان کو اس وقت بچانے کی ضرورت ہے۔ اس کیلئے آپ آگے بڑھیں اور سب جماعتوں کو متحد کریں۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ نے اس موقع پر کہا کہ میں ہمیشہ اتحاد و وحدت کی کوششیں کرتا ہوں لیکن بعض عناصر اپنے مفادات کے حصول اور اس کے توڑنے کے درپے ہوتے ہیں۔ اس پر آپؒ نے فرمایا کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ اسلام اور مسلک کی کوئی خدمت نہیں کرتے۔ کفری طاقتوں کی بڑھتی ہوئی یلغار کے سامنے مقابلہ متحد ہو کر ہی کیا جاسکتا ہے۔ گویا امام اہل سنتؒ کی نظر موجودہ پریشان اور ناگفتہ بہ حالات میں مولانا سمیع الحق مدظلہ پر مرکوز تھی۔ اس ملاقات کے بعد سرحد اور خاص کر سوات کے حالات کی بہتری کے لئے مولانا سمیع الحق جب مولانا صوفی محمد سے ملاقات کے لئے پہنچے تو اس موقع پر وہاں بھی مولانا صفدرؒ کا فون آیا اور ان مساعی پر خبر ہو کر خوشی سے کھلکھلا اٹھے اور تائید کے ساتھ ساتھ دعائیں دیں۔

آپؒ سے راقم کی اولین شناسائی ان کی کتابوں اور پُر مغز و پرتاثیر تصنیفات کے ذریعہ ۱۹۹۰ء میں ہوئی۔ ابتداً احقر نے جدِ محترم شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے ذاتی کتب خانے سے آپؒ کی ایک تحقیقی کتاب "الکلام المفید فی اثبات التقلید" حاصل کی اور اسے پڑھنا شروع کیا اگرچہ کم استعدادی اور کم سوادی کے باعث اس وقت کما حقہ استفادہ نہ کرسکا تاہم مؤلف موصوف کی عظمت، کمال قوت استدلال، اندازِ بیان اور طرز وتحریر سے واقفیت پائی جو آئندہ زندگی میں دل و دماغ پر ثبت ہوئی۔ اس کے بعد آپ کی ایک کتاب "مقام ابی حنیفہ" سے استفادہ کیا۔ یہ کتاب دراصل نتائج التقلید نامی کتاب کی رَد میں لکھی گئی جس میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کا علمی وعملی مقام بیان کرنے کے علاوہ ان پر کئے گئے اعتراضات کے ٹھوس اور مسکت جوابات بھی دیئے گئے۔ اور پھر آپؒ کی کتاب "تسکین الصدور" جس میں برزخی اور قبر کی زندگی کے بارے میں مدلل بحث کی گئی ہے، جس پر حضرت شیخ الحدیثؒ کے بھی تقریظی تاثرات رقم ہیں دیکھی اور یوں قلبی وروحانی تعلق بڑھتا گیا۔ معمولی تغیر کے ساتھ کہوں گا کہ ع "عشق" بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

<u>اولین ملاقات اور خصوصی توجہ وشفقت:</u> ان کتابوں کے مطالعے نے حضرت کے ساتھ ملاقات کرنے پر برانگیختہ کیا اور پہلی دفعہ بالمشافہ زیارت اور قدم بوسی کے لئے تقریباً ۱۴ برس قبل آپ کے گھر واقع گکھڑ حاضری کیلئے پہنچا۔ وہ پہلی ملاقات آج تک دل و دماغ پر گہرے نقوش چھوڑ گئی۔ آپ نے شفقت ومحبت کی انتہاء فرمائی، رات اپنی بیٹھک میں ٹھہرایا، جہاں باوجود عظمت علوشان، کثرت مشاغل اور تدریسی مصروفیات کے باوجود کئی گھنٹوں تک خود تشریف فرما رہے اور رات کا کھانا اپنے دست مبارک سے لا کر ناچیز کے سامنے رکھا اور پھر ساتھ بیٹھ کر کھلایا۔ صبح ناشتے کے موقع پر بھی اصاغر پروری کا عظیم نمونہ پیش کرتے ہوئے خصوصی توجہ سے نوازا۔ اولیک اباء ی فجئنی بمثلھم اذا

جمعتنا یا جریر المجامع

دیوبند سے فراغت اور گکھڑ منڈی میں سکونت: اس ملاقات میں احقر نے پوچھا کہ آپ کا تعلق تو آبائی طور پر ہزارہ سے ہے گکھڑ میں آپ کس طرح بس گئے؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ دیوبند سے واپسی پر دوران سفر یہاں سے گزر ہوا تو نماز کے لئے رکا اور امامت کی۔ جس پر مقامی لوگوں نے متاثر ہو کر مجھے یہاں ٹھہرنے اور خطابت کرنے کی دعوت دی جسے میں نے قبول کیا اور یوں گکھڑ میرا مسکن بن گیا۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ۱۹۴۱ء میں فراغت پائی۔ اس کے علاوہ بھی بہت سارے ارشادات سے نوازا۔ افسوس کہ وہ قلمبند نہ کر سکا۔

شرف تلمذ اور اجازتِ حدیث: دوسری مرتبہ یکم شعبان ۱۴۲۰ھ کو دورہ حدیث سے فراغت پانے کے بعد اجازت حدیث حاصل کرنے کے لئے آپ کی قدم بوسی کی۔ اس موقع پر میرے ہمراہ مولانا افتخار صدیقی بھی تھے۔ میں نے اجازتِ حدیث کی درخواست کی تو آپ نے بخاری شریف کی پہلی اور آخری روایت مع سند کے پڑھنے کے لئے فرمایا اور میں نے قراءت علی الشیخ کیا' ایک آدھ مقام پر عبارت کی تصحیح بھی فرمائی اور یوں احقر کو آپ سے شرف تلمذ حاصل ہوا۔ آپ نے اپنی سندِ اجازہ بھی مرحمت فرمائی اور اس پر اپنے دستِ مبارک سے دستخط فرمائے۔ ایک دفعہ بروز پیر ۱۸/شعبان ۱۴۲۲ھ بمطابق ۵ نومبر ۲۰۰۱ء کو رائیونڈ کے اجتماع سے واپسی پر رفیق سفر دلشاد علی خان ایڈووکیٹ کے ساتھ زیارت کیلئے حاضر خدمت ہوا۔ آپ پر فالج کا حملہ ہوا تھا۔ جس کا اثر بدن میں بائیں طرف زیادہ تھا۔ اس موقع پر ہمیں آپ کے کمرے میں ایک گھنٹہ تک مستفید ہونے کا موقع ملا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے اکابر نے ہمیشہ افراط و تفریط سے بچ کر کام کیا۔ خیر الامور اوسطھا پر عمل پیرا ہوتے۔ اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹتا تھا۔

تصویر سازی بیمہ زندگی اور پیشہ وکالت کے بارے میں ارشادات: دوران ملاقات کچھ اور مہمان بھی آئے۔ ایک شخص سے آپ نے پوچھا کہ کیا مشغلہ ہے؟ تو اس نے کہا کہ فوٹو گرافر ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کام جائز نہیں ہے اگر چہ آپ بامر مجبوری یہ کام کرتے ہو لیکن یہ یاد رکھو کہ اسے جائز کبھی مت سمجھو۔ میرے رفیق سفر سے پیشے کے بارے میں پوچھا تو اس نے اسٹیٹ لائف میں ملازمت کا کہا۔ تو آپ نے فرمایا کہ بیمہ کا کام بالکل چھوڑ دو یہ قطعاً ناجائز اور حرام ہے۔ میرے ساتھی نے کہا کہ میں نے وکالت کی تعلیم بھی حاصل کی ہے تو اس پر آپ نے فرمایا کہ وکالت کا کام بھی کچھ زیادہ اچھا تو نہیں۔ تاہم اگر احتیاط پیش نظر ہو تو پھر صحیح ہے۔ بعض علماء نے اس کو مختلف فیہ قرار دیا ہے۔ اور پھر تالیف قلب کے لئے فرمایا کہ اگر اختلاف کو دیکھا جائے تو پھر تو عیسائی خدا کے بارے میں اختلاف کے شکار ہیں۔ احقر نے علم وعمل کے لئے تعویذ کی درخواست کی تو آپ نے لکھ کر دوسرے کاغذ میں لپیٹ کر مرحمت فرمایا۔ میں نے آپ کی عمر کے بارے میں سوال کیا کہ تو فرمایا کہ قمری اعتبار سے ۹۰ سال پورے ہو چکے ہیں اور ایک اوپر چل

رہا ہے۔ جبکہ شمسی اعتبار سے ۸۸ برس ہے۔ دوران گفتگو حضرت مولانا مفتی محمد فرید دامت برکاتہم کا ذکر خیر ہوا تو آپ نے ان کی شفاء کے لئے دعا فرمائی اور کہا کہ عمر کے لحاظ سے وہ مجھ سے کافی چھوٹے ہیں۔ آپ کی بیماری اور فالج کے بارے میں ذکر ہوا تو فرمایا کہ اثر بہت زیادہ ہے اور جس سے بے حسی بھی بڑھ رہی ہے' کمزوری بھی محسوس کرتا ہوں' ہر قسم کا علاج کیا مگر فائدہ کم ہی ہوتا ہے۔

نصیحت اور تحریر کلمات خیر: اس مجلس کے اختتام پر احقر نے عرض کیا کہ کوئی نصیحت فرمایئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ جس کام (دین اور علوم دینیہ) میں لگے ہو اس سے بڑھ کر کوئی کام نہیں۔ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ خیر کم من تعلم القرآن و علمہ علوم دینیہ قرآن کے خادم علوم ہیں۔ انکے بدون قرآن کا سمجھنا اور سمجھانا ناممکن ہے۔ تو اسلئے ان علوم کا حکم بھی قرآن کی مانند ہے۔ حضرت کی شفقت ومحبت کے پیش نظر جرات کر کے عرض کی کہ کاغذ پر کچھ کلمات خیر ونصیحت تحریر فرمایئے تو آپ نے لکھا وکن ارضاً لبینبت فیک وردہ فان الورد منبعہ تراب

(زمین بن جاؤ تا کہ پھول کھلاؤ اسلئے کہ پھول اُگانے والی مٹی ہی ہوتی ہے یعنی تواضع وعجز وانکساری اختیار کرنا مراد ہے)

ہمیشہ آخرت اور قبر کو پیش نظر رکھیئے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھیں۔ واللہ الموفق

العبد العضیف ابوالزاھد محمد سرفراز عفی عنہ (۱۸/شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ/۴/نومبر ۲۰۰۱ء)

نماز جنازہ میں شرکت: آپکی وفات کی خبر ملتے ہی جنازہ میں شرکت کا ارادہ کیا۔ دارالعلوم حقانیہ سے ایک وفد حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی قیادت میں روانہ ہوا جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا شیر علی شاہ' شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق' حضرت مولانا حامد الحق' حضرت مولانا سید یوسف شاہ' مولانا سلمان الحق' مولانا سید احمد شاہ اور احقر شامل تھے۔ چھ گھنٹے کے طویل سفر کے بعد گکھڑ پہنچے تو ٹریفک پہلے سے جام تھا۔ دوران سفر جنازہ میں شرکت کیلئے دور دراز سے جمعیت علماء اسلام کے وفود کی رسیدگی کی اطلاعات مولانا سمیع الحق کو موبائل پر موصول ہوتی رہیں۔ ایک گھنٹہ کی جدوجہد اور کوشش کے بعد گورنمنٹ ہائی سکول گکھڑ کے اس میدان میں پہنچ پائے جہاں لاکھوں افراد حضرتؒ کے آخری دیدار اور جنازہ کیلئے جمع تھے۔ کافی دھکم پیل کے بعد سٹیج تک پہنچے جہاں مولانا زاہد الراشدی انکے دیگر برادران صاحبان اور اسٹیج پر موجود علماء کرام سے تعزیت کرنے کے بعد مجمع عام کے سامنے مولانا سمیع الحق نے مختصر تعزیتی کلمات بیان فرمائے۔ مولانا صفدرؒ کا جسد اطہر سٹیج کے سامنے رکھا ہوا تھا' ان کے چہرے پر نورانیت اور اطمینان کی عجیب کیفیت ہر کوئی ملاحظہ کر رہا تھا۔ ہائی سکول کا وسیع وعریض میدان اور اس کے اردگرد تمام سڑکیں بھری ہوئیں تھیں۔ نماز جنازہ آپکے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا زاہد الراشدی نے پڑھائی۔ اژدہام کے باعث بہت سارے لوگ نماز جنازہ میں شرکت سے محروم ہوگئے۔ گوجرانوالہ کی تاریخ میں ایسا جنازہ پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ واپسی پر جی ٹی روڈ رش کی وجہ سے تین گھنٹے تک بلاک رہا۔

مولانا مرحوم کا مختصر سوانحی خاکہ: آپ کی پیدائش ۱۹۱۴ء کو ڈھکی چیڑاں داخلی کڑمنگ بالا مانسہرہ ہزارہ

میں جناب نور احمد خان ولد گل احمد خان مرحوم کے گھر میں ہوئی۔ والدہ کا سایہ بچپن ہی میں سر سے اٹھ گیا۔ آپ کے والد مرحوم کو آپ کی تعلیم کی بے حد فکر رہتی۔ تیرہ برس کی عمر میں ۱۹۲۷ء میں پھوپھی زاد بھائی کے ہمراہ سکول میں داخل کر دیا۔ چند جماعتیں پڑھنے کے بعد مولانا غلام غوث ہزاروی کے قائم کردہ مدرسہ ''اصلاح الرسوم'' سے دینی تعلیم کا آغاز کیا۔ ۱۹۳۱ء میں آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد خانپور' مصری شاہ لاہور' مرہانہ ڈسکہ سے ہوتے ہوئے وڈالہ سندھواں ضلع سیالکوٹ پہنچے۔ جہاں دو سال تک پڑھتے رہے۔ پھر مزید تعلیم کے لئے گوجرانوالہ کی قدیم دینی درسگاہ مدرسہ انوار العلوم میں حضرت مولانا عبدالقدیر صاحبؒ فاضل دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ موقوف علیہ تک کی کتابیں ان کے پاس پڑھیں۔ حصول علم کے لئے جو صعوبتیں' شدائد آپ نے برداشت کیں اور جن سخت حالات کا آپ کو سامنا کرنا پڑا وہ آپ کی زندگی کا علیحدہ و مستقل باب ہے۔ دورۂ حدیث شریف کیلئے دارالعلوم دیوبند اپنے بھائی کے ہمراہ پہنچے۔ جہاں ۱۹۴۱ء کو سندِ فراغت حاصل کی۔ جوش وخروش' تقریری وتحریری شہرت اور خداداد صلاحیتوں کی بنیاد پر آپ کو دارالعلوم دیوبند میں طلباء تنظیم کی صدارت سونپی گئی۔ تفسیر قرآن میں حضرت مولانا حسین علیؒ کے شاگرد خاص اور خلیفہ مجاز تھے۔ تدریسی زندگی کا آغاز مدرسہ انوار العلوم سے کیا۔ ۹/ جولائی ۱۹۴۳ء کو چودھری حاجی فخر الدین اور جناب ماسٹر کرم الدین کی دعوت پر آپ گکھڑ کی جامع مسجد بوہڑ والی کی خطابت کے منصب پر فائز ہوئے۔ اور یہاں درس نظامی شروع کر دی اور یہ سلسلہ تیرہ چودہ برس تک یہاں جاری رہا۔ شوال ۱۳۷۴ھ کو آپ کا تقرر مدرسہ نصرۃ العلوم میں ہوا۔ جہاں نصف صدی تک آپ حدیث وتفسیر اور علوم دینیہ کی روشنی بکھیرتے رہے۔ ہزاروں تشنگان علم نے آپ سے علمی پیاس بجھائی۔ آپ کے تلامذہ نہ صرف پاکستان بلکہ اطراف عالم میں علمی ودینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے پانچ درجن سے زائد متوسط وضخیم مستند وتحقیقی کتب تصنیف فرمائیں۔ عصر حاضر میں اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف اٹھنے والی ہر سازش کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اہل سنت و الجماعت کی نمائندگی اور توضیح ودفاع میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ان خدمات کی بدولت آپ امام اہل سنت کے لقب سے مشہور ہوئے۔ قومی وملی ومذہبی تحریکات میں بھی بھرپور قائدانہ کردار ادا کیا۔ تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران ہر قسم کے مصائب وتکالیف برداشت کیں۔ ۲۴ مئی ۱۹۴۵ء کو عقد ازدواج میں منسلک ہوئے۔ دوسری شادی ۳۰ مارچ ۱۹۵۲ء کو ہوئی۔ آپ گزشتہ ۹ برس سے علیل تھے تاہم آپ کی علمی ودینی دلچسپی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ بینائی کی کمزوری کی وجہ سے کتابیں پڑھنے سے عاجز ہوگئے تو اس کی سماعت دوسروں سے فرماتے۔ آپ کے گھر پر روزانہ درجنوں افراد ملاقات کے لئے حاضر ہوتے' ہر ایک سے باوجود ضعف ونقاہت کے خندہ پیشانی اور خوش روئی سے ملتے اور کسی مہمان کو ضیافت کے بغیر نہ چھوڑتے۔ افسوس کہ آج وہ ہم میں نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیین میں بہترین مقامات قرب ورضا سے نوازے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے۔ امین۔

وما دام ذکر العبد بالفضل باقیا　　فذاک حی وھو فی التراب ھالک

بحث ونظر

مفتی ذاکر حسن نعمانی
شریعہ ایڈوائزر بینک آف خیبر

اسلامی بینکوں کی اسٹیٹ بینک کی طرف سے شرعی نگرانی

سوال: اسلامی بینکاری پر ایک اعتراض یہ بھی کہ تمام اسلامی بینک اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے ماتحت کام کرتے ہیں اور اسٹیٹ بینک کا پورا کاروبار اور قوانین سودی ہیں تو ایسے بڑے سودی ادارے کے تحت کس طرح اسلامی بینکاری ممکن ہے۔

جواب: اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے اسلامک بینکنگ ڈیپارٹمنٹ بنا رکھا ہے' اس کا اپنا ایک ہیڈ اور شریعہ بورڈ جو بینکنگ' اسلامک بینکنگ اور فقہ کے ماہرین پر مشتمل ہے اسی طرح اسٹیٹ بینک کی طرف سے ہر اسلامی بینک کا ایک شریعہ ایڈوائزر ہوتا ہے' جو بینک کے روزمرہ معاملات کی شرعی نگرانی کرتا ہے' اسٹیٹ بینک کی طرف سے آڈٹ ٹیم (محتسب پارٹی) بھی آکر دیکھتی ہے کہ ان بینکوں کے معاملات شریعت کے مطابق ہیں یا نہیں۔ اسٹیٹ بینک وقتاً فوقتاً شرعی ایڈوائزروں کی میٹنگ بلاتا ہے' جس میں تمام ایڈوائزر اسلامی بینکوں میں ہونے والے معاملات پر باہمی بحث و مباحثہ کرتے ہیں کبھی نئے مسائل سامنے آتے ہیں' کبھی پرانے معاملات پر بحث ہوتی ہے' اسٹیٹ بینک کی آئی۔بی۔ڈی کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ ان اسلامی بینکوں کے معاملات شریعت کے مطابق ہوجائیں ابھی حال ہی میں اسٹیٹ بینک کی طرف سے اسلامی بینکوں کے پاس ایک سوالنامہ آیا ہے' جس میں انہوں نے اجارہ' مرابحہ' سلم' استصناع وغیرہ کے بارے میں سوالات کیے ہیں پھر ہر بینک نے جواب دیا' ان سوالوں سے ہر قاری اندازہ لگا سکتا ہے کہ اسلامی بینکاری میں اسٹیٹ بینک کی دلچسپی اور نگرانی کتنی ہے اس قسم کے سوالات ایک عالم ہی کر سکتا ہے' یہ سوالات دراصل ان کے وہ قوانین ہیں جن پر عمل درآمد یقینی بنانا ان کا مقصد ہے۔ یہ سوالنامہ انگریزی زبان میں ہے جس کا میں نے حتی الوسع علماء کی زبان میں ترجمہ کیا ہے تاکہ علمی حلقوں تک یہ بات پہنچ جائے کہ اسٹیٹ بینک واقعی اسلامی بینکوں کی نگرانی کرتا ہے' زبانی جمع خرچ نہیں' پھر یہ سوالات پوچھنے کے بعد معائنہ کرتے ہیں کہ ان کا کام ان کے جوابات کے مطابق ہے یا نہیں۔

ان سوالات میں جب لفظ بینک آئے گا تو اس سے اسلامی برانچ یا اسلامی مالیاتی ادارہ مراد ہوگا۔

(۱) کیا بینک حرام چیزوں کا کاروبار کرتا ہے؟

(۲) کیا بینک کسی نئے پراڈکس (کاروبار کا نیا طریقہ) کے اجراء سے قبل اسکے نمایاں خصوصیات اسٹیٹ بینک کو

بھیجتا ہے۔

(۳) کیا شریعہ ایڈوائزر کسی پراڈکس کی پالیسیوں، معاہدوں اور منشور کی جانچ پڑتال کرتا ہے؟

(۴) کیا شریعہ ایڈوائزر برانچ کے سٹاف (عملہ) کو ٹریننگ دیتا ہے؟

(۵) کیا شریعہ ایڈوائزر بینک کے ذمہ دار افسران کی مدد سے بینک کے عملی کاموں کی وقتاً فوقتاً شرعی نظر ثانی کرتا ہے تا کہ اس بات کا یقین حاصل ہو کہ اسلامی برانچوں کی پراڈکس اور خدمات شرعی احکامات کے مطابق ہیں؟

(۶) کیا بینک شریعہ ایڈوائزر اور اسٹیٹ بینک کی معائنہ ٹیم کے درمیان اختلافات کی صورت میں کیس (مقدمہ) اسٹیٹ بینک کے شریعہ بورڈ کے پاس بھیجتا ہے؟

(۷) کیا بینک اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ ان کا شریعہ ایڈوائزر اسٹیٹ بینک کی میٹنگوں میں شریک ہوتا ہے؟

(۸) کیا بینک نے خیراتی فنڈ کے لئے شریعہ ایڈوائزر سے منظور شدہ کوئی پالیسی بنائی ہے؟

(۹) کیا خیراتی فنڈ کی رقم پالیسی کے مطابق خیراتی مقاصد میں استعمال ہوتی ہے؟

(۱۰) کیا بینک اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ خیراتی رقم بینک کے ملازمین یا ان کے متعلقین کے پاس بالواسطہ تو نہیں پہنچ رہی؟

(۱۱) کیا شرعی احکام کی تعمیل کرانے والا افسر برانچ کے تمام امور اور پراڈکس کی نگرانی کرتا ہے؟

(۱۲) کیا بینک نے اپنے لئے کوئی شرعی احتساب کا ایسا نظام بنا رکھا ہے جس سے پتہ چلے کہ برانچ کا عملہ شرعی اصول کے مطابق کام کر رہا ہے اور یہ بھی پتہ چلے کہ برانچ اسٹیٹ بینک اور شریعہ ایڈوائزر کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق کام کر رہی ہے

(۱۳) کیا بینک تمویل سے اضافی رقم پر ان کمپنیوں کے شیئرز خریدتی ہے جنکا بنیادی کاروبار شریعت میں منع نہیں ہے

(۱۴) کیا بینک کسی کمپنی کے شیئرز کے حاصل شدہ نفع کی تطہیر (صفائی) کرتی ہے اگر اس نفع میں غیر شرعی طریقہ سے کوئی نفع آیا ہو تو کیا اس کو خیراتی فنڈ میں دیتی ہے؟

(۱۵) کیا بیرونی محتسب اور شریعہ ایڈوائزر دونوں مل کر بینک کے نفع ونقصان کی تقسیم کی تصدیق کرتا ہے؟

(۱۶) کیا بینک نفع ونقصان والی شرکت کا تناسب ہر کھاتہ دار کو بتاتا ہے۔اس طرح کیا عام لوگوں کی اطلاع کیلئے ویب سائٹ پر تشہیر کرتی ہے؟

(۱۷) کیا بینک مرابحہ میں گاہک کو قیمت خرید، خرچہ اور اس سے کمایا جانے والا نفع کی مقدار بتاتا ہے؟

(۱۸) کیا بینک اپنی موجود اور مملوک چیزیں فروخت کرتا ہے جو کہ اس کے حسی یا معنوی قبضہ میں ہوتی ہیں؟

(۱۹) کیا بینک گاہک کے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے اشیاء کی ہر قسم کی ذمہ داری اپنے ذمہ لیتا ہے؟

(۲۰) کیا ایجاب قبول کے وقت اشیاء کی قیمت مقام حوالگی اور اگر قرض سودا ہو تو ثمن کی ادائیگی کی تاریخ متعین ہوتی ہے؟

(۲۱) بینک جب ایجنسی (وکالت) ایگریمنٹ (معاہدہ) کے ذریعہ کوئی چیز وفروخت کرتا ہے تو کیا وکالہ ایگریمنٹ اور فروخت کا عقد الگ الگ کرتا ہے۔

(۲۲) اشیاء جب وکیل کے قبضہ میں ہوں تو کیا بینک کے فروخت سے قبل اشیاء بینک کی ذمہ داری میں ہوتی ہیں (یعنی اگر نقصان ہوا تو بینک کا نقصان ہوگا)

(۲۳) کیا بینک انوائس (فروخت شدہ اشیاء کی قیمت والی رسید) اپنے نام بناتا اور حاصل کرتا ہے جس وقت اپنے وکیل کے ذریعے اشیاء خریدتا ہے۔

(۲۴) کیا بینک اپنے وکیل سے اشیاء کی خریداری کا بروقت دستاویزی ثبوت لیتا ہے۔

(۲۵) کیا بینک اس بات سے بچنے کی کوشش کرتا ہے ایک مرتبہ چیز فروخت کردے اور پھر اس کی قیمت فروخت میں تبدیلی کردے یعنی اضافہ کردے۔

(۲۶) کیا بینک اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ مرابحہ کے عقود اسی طرح ہو رہے ہیں جس طریقہ سے شریعہ ایڈوائزر نے منظوری دی ہے۔

(۲۷) کیا بینک کوئی معاملہ کرتے وقت گاہک کے ساتھ یہ شرط لگاتا ہے کہ ادائیگی میں تاخیر یا نادہندگی کی صورت میں پہلے سے طے شدہ فیصد کے مطابق خیرایت فنڈ کے لئے لازماً چندہ دے گا۔

(۲۸) کیا بینک رہن شدہ اشیاء سے مالی فوائد حاصل کرتا ہے۔

(۲۹) کیا بینک کسٹمر گاہک کے پی ایل ایس (نفع، نقصان والا اکاؤنٹ) پر لین (Lien) لگاتا ہے (لین رہن کی ایک قسم ہے)

(۳۰) کیا بینک مرابحہ کے عقد کا رول اوور کرتا ہے؟ رول اوور Rollover کا مطلب ہے کہ کلائنٹ (گاہک جب مقررہ مدت تک واجب الاداء رقم ادا کرے تو بینک سے گاہک درخواست کرتا ہے کہ وہی سامان مجھے دوبارہ بیچ دیا جائے جو بینک نے پہلے بیچا تھا) یہ ناجائز ہے

(۳۱) کیا بینک قرض کی دستاویزات میں مرابحہ کرتا ہے؟

(۳۲) کیا بینک شریعہ ایڈوائزر سے ہر اس مرابحہ کی منظوری لیتا ہے جس میں بیع عینہ کا اشتباہ ہو

(۳۳) کیا بینک کسی کلائنٹ (گاہک) کے ساتھ اس چیز میں مرابحہ کرتا ہے جس کا وہ پہلے سے مالک ہو۔

(۳۴) کیا بینک قرض کی دستاویزات کو ان کی قیمت اسمیہ (Face value) (اصل قرضہ) سے مختلف قیمت پر

لیتا ہے۔

(۳۵) کیا بینک P.L.S اکاؤنٹ میں رکھی ہوئی سیکورٹی کا نفع تقسیم کرتا ہے۔

(۳۶) کیا بینک ایسی چیز کو اجارہ پر دینے سے رکتا ہے جو استعمال کے ساتھ ختم اور ہلاک ہو جاتی ہے مثلاً رقم تیل یا کھانے کی کوئی چیز۔

(۳۷) کیا بینک ایسی چیز اجارہ پر دیتا ہے جس کا بینک خود مالک ہو۔

(۳۸) کیا بینک اسی بات سے رُکتا ہے کہ شے مستاجرہ ابھی مستاجر کو نہیں دی اور کرایا وصول کرتا ہے۔

(۳۹) کیا مدت اجارہ میں شیئے مستاجرہ بینک کے نام رہتی ہے اور کیا ملکانہ تمام حقوق اور ذمہ داریاں اس دوران بینک کی ہی رہتی ہیں۔

(۴۰) کیا بینک تکافل کا خرچہ برداشت کرتا ہے کیا تکافل بینک کے نام دیتے ہے (اجارہ میں قابل کرایہ چیز کا تکافل بینک خود کرتا ہے۔

(۴۱) کیا بینک جس حالات کی وجہ سے تکافل کی بجائے انشورنس کرتا ہے اس کی وجوہات نوٹ کرتا ہے (یعنی مجبوری کی وجوہات)

(۴۲) کیا بینک کسٹمر (گاہک/مستاجر) کیساتھ پوری مدت اجارہ کے ایڈوانس اجارہ پر صحیح طور پر راضی ہو چکا ہے۔

(۴۳) کیا بینک اجارہ ختم کر دیتا ہے جب شئ مستاجرہ اپنا مطلوبہ نفع دینا بند کر دیتا ہے۔

(۴۴) کیا بینک اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ مستاجر اگر اجارہ کی شروط کے مطابق چیز استعمال نہ کرے تو نقصان کی صورت میں مستاجر خود ذمہ دار ہوگا۔

(۴۵) کیا بینک مستاجر کے ساتھ اجارہ سے پہلے پوری مدت اجارہ کے لئے یا پوری مدت میں ایک خاص وقت کے لئے اجرت کی تعیین اس طرح کرتا ہے جس میں شک وشبہ نہ ہو۔

(۴۶) کیا بینک معاہدہ اجارہ میں یہ شرط لگاتا ہے کہ مستقبل میں شئ مستاجرہ کی ملکیت مستاجرہ کی طرف منتقل ہو جائے گی۔

(۴۷) کیا بینک عقد سلم کے وقت مسلم الیہ کو پورا راس المال دیتا ہے۔

(۴۸) کیا عقد سلم کے وقت بینک غیر یقینی صورت حال سے بچنے کیلئے مسلم فیہ کی جنس، مقدار اور وصف بیان کرتا ہے۔

(۴۹) کیا بینک اور مسلم الیہ عقد سلم کے وقت مسلم فیہ کی تاریخ ادائیگی اور مقام ادائیگی سے متفق ہوتے ہیں۔

(۵۰) کیا بینک کو اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ ادائیگی کے وقت مسلم فیہ مہیا ہوگا۔

(۵۱) کیا بینک یہ بات یقینی بناتا ہے کہ مسلم فیہ کسی خاص فرم، خاص زمین اور خاص درخت کی پیداوار نہ ہوگا۔

(۵۲) کیا بینک اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ مسلم فیہ پر قبضہ سے پہلے اس کو بیچے گا نہیں اور کسی کو دے گا نہیں۔

(۵۳) کیا بینک عقد سلم کے بعد کسی اور کے ساتھ ایسا متوازن عقد سلم کرتا ہے جو پہلے عقد سلم کیساتھ مشروط نہ ہو۔

(۵۴) اگر مسلم فیہ متعدد ہوں تو کیا بینک ہر ایک کی الگ مقدار اور مدت حوالگی مقرر کرتا ہے۔

(۵۵) کیا عقد سلم کے وقت بینک مسلم الیہ پر کوئی ایسی شرط عائد کرتا ہے کہ اس نے اگر مسلم فیہ بروقت سپرد نہ کیا تو لازماً مخصوص فیصد خیراتی فنڈ میں دے گا۔

(۵۶) کیا بینک پہلے سے باہمی طے شدہ تناسب کے مطابق نفع تقسیم کرتا ہے۔

(۵۷) کیا بینک شرح نفع سرمایہ کے مطابق مقرر کرتا ہے۔

(۵۸) کیا نقصان کی صورت میں ہر شریک اپنے سرمایہ کے مطابق نقصان برداشت کرتا ہے

(۵۹) کیا شرکاء شرکت میں اپنا حصہ نقد رقم یا کسی جنس کی صورت میں دیتے ہیں جن کی قیمت شرکت کے وقت معلوم ہوتی ہے۔

(۶۰) کیا بینک اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ مشاربہ کی صورت میں غیر عامل شریک (Sleeping Partern) کو نفع اس کی شرکت میں سرمایہ کاری والے فیصد سے زیادہ نہ ہو۔

(۶۱) کیا بینک کے اگریمنٹ میں اس بات کا ذکر ہوتا ہے کہ بینک کے شریک نے بینک کو اگر بروقت نفع نہ دیا تو شریک لازماً مخصوص فیصد رقم خیراتی فنڈ میں دے گا۔

(۶۲) کیا بینک اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ رب المال کی ذمہ داری اس کے راس المال تک محدود ہوگی جب تک معاہدہ مضاربہ میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔

(۶۳) کیا بینک مضارب کی حیثیت سے مضاربہ کاروبار اپنے معاہدہ مضاربہ کے مطابق کرتا ہے۔

(۶۴) کیا بینک اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ مضاربہ میں کسی پارٹی کو پہلے سے کوئی متعین نفع بطور انعام نہ دے گا۔

(۶۵) کیا بینک مضاربہ میں طے شدہ تناسب کے مطابق نفع تقسیم کرتا ہے۔

(۶۶) کیا بینک یہ بات یقینی بناتا ہے کہ مضاربت میں کسی فریق کو یہ حق حاصل نہیں کہ پہلے سے معلوم رقم بطور واپسی یا انعام کے اس کو ملے گی۔

(۶۷) کیا بینک یہ بات یقینی بناتا ہے کہ مضاربہ کا نقصان مکمل طور اکیلا رب المال برداشت کرے گا۔ جب تک مضارب کا دھوکہ غفلت یا قصداً غلطی نہ ہو اور شرائط کے خلاف نہ کیا ہو۔

(۶۸) کیا بینک یہ بات یقینی بناتا ہے کہ رب المال کی ذمہ داری اس کی تمویل تک محدود ہوتی ہے۔

(۶۹) کیا مضاربہ اگریمنٹ میں بینک اپنے کلائنٹ (مضارب) سے مضاربہ کا نفع تاریخ کے ساتھ وصول کرنے

کی صورت میں خیراتی فنڈ میں مخصوص فیصد لازمی چندہ جمع کرنے کی شرط لگاتا ہے۔

(۷۰) کیا بینک عقد استصناع کے وقت یہ بات یقینی بناتا ہے کہ مصنوع کی جنس، قسم، وصف اور مقدار معلوم ہے۔

(۷۱) کیا بینک یہ بات یقینی بناتا ہے کہ مصنوع کی قیمت بلاشک وشبہ متعین ہے۔

(۷۲) کیا عقد استصناع کے اگریمنٹ میں بینک یہ شرط لگاتا ہے کہ مصنوع اگر مقررہ مدت میں نہ بن سکا تو مستصنع پھر مصنوع لینے سے انکار کردے گا۔

(۷۳) کیا بینک ہر عقد استصناع کے بعد آگے کسی کے ساتھ ایسا متوازن عقد استصناع کرتا ہے جو پہلا استصناع کے ساتھ مربوط اور مشروط نہ ہو۔

(۷۴) کیا بینک یہ بات یقینی بناتا ہے کہ ایک کیساتھ عقد استصناع دوسرے کے ساتھ عقد استصناع سے الگ ہے۔

مثال　　الف نے ب سے کہا کہ فلاں قسم کا مکان بنا کردو اس کے بعد الف نے ج کے ساتھ عقد کیا کہ تجھے مکان بنا کردوں گا اگر الف نے ج کے ساتھ اس طرح معاہدہ کیا کہ اگر ب مجھے مکان بنا کردے تو میں تجھے مکان حوالہ کردوں گا یہ غلط ہے کیونکہ الف نے ج کے ساتھ عقد کو ب کے عقد پر موقوف اور مشروط کردیا اگر الف نے ج کے ساتھ عقد کیا اور ب کے ساتھ مشروط اور مربوط نہ کیا تو جائز ہے۔

(۷۵) کیا بینک صانع کے ساتھ یہ شرط لگاتا ہے کہ اگر صانع نے مصنوع کی حوالگی میں تاخیر کی تو وہ مخصوص فیصد رقم خیراتی فنڈ کو دے گا۔

جناب شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب و روز

وفاق المدارس العربیہ اور کراچی کے جید علماء علماء کرام اور مہتممین حضرات کی دارالعلوم آمد:

۲۷ر اپریل کو بعد از نماز مغرب کو پاکستان اور کراچی کے ممتاز علماء کرام کا ایک نمائندہ وفد حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملک، اور خصوصاً سوات و صوبہ سرحد کو درپیش صورتحال کے بارے میں تفصیلی ملاقات کے۔لئے تشریف لایا۔اس وفد کی سربراہی شیخ الحدیث صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان و مہتمم جامعہ فاروقیہ حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب کر رہے تھے۔معزز وفد کے دیگر اراکین میں دارالعلوم کراچی کے مہتمم اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ‘ جامعہ دارالخیر کے مہتمم اور عظیم روحانی شخصیت شیخ الحدیث حضرت مولانا اسفندریار صاحب مدظلہ‘ جامعہ اشرفیہ سکھر کے مہتمم اور جمعیت علماء اسلام سندھ کے امیر حضرت مولانا محمد اسعد تھانوی‘ مدظلہ‘ جامعہ ... بنوری ٹاؤن کے استاذ حدیث حضرت مولانا فضل محمد صاحب مدظلہ اور معروف روحانی شخصیت حضرت مولانا یحییٰ مدنی مدظلہ‘ جامعۃ الرشید کے روح رواں استاذ حدیث حضرت مولانا مفتی محمد صاحب مدظلہ‘ حضرت مولانا عبداللہ کاکاخیلؒ کے فرزند مولانا عدنان کاکاخیل اور جامعہ فاروقیہ کے نائب مہتمم مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان صاحب شامل تھے۔ان حضرات نے دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات کا تفصیلی جائزہ لیا اور دارالعلوم کی دن دگنی ترقی پر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔

متاثرین سوات‘ بونیر‘ دیر کیلئے دارالعلوم کی امدادی کیمپس اور سرگرمیاں: اپنے ہی ملک میں ہجرت کر کے دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور متاثرین سوات‘ بونیر اور دیر کی امداد کیلئے دارالعلوم حقانیہ کے زیر انتظام حضرت مولانا انوار الحق صاحب نائب مہتمم کی سرپرستی میں ضلع بھر میں مختلف مقامات پر کیمپ لگائے گئے۔جہاں نقد عطیات کے علاوہ غذائی اجناس‘ کپڑے اور روزمرہ ضروریات کی دیگر اشیاء بڑے پیمانے پر جمع کی گئیں اور بعد میں امدادی اشیاء ورقوم متاثرین میں منظم طریقے سے تقسیم کی گئیں۔اس سے قبل بھی متاثرین زلزلہ کے لئے دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ اور طلباء نے مل کر امدادی کاروائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔

سبکان (SEBCON) کی مولانا سمیع الحق صاحب سے انٹرویو: ۹ مئی کو سبکان کے چیف ایگزیکٹو کامران صادق نے جمہوریت کے موضوع پر مولانا سمیع الحق مدظلہ سے تفصیلی انٹرویو لیا۔یہ انٹرویو پاکستان میں برطانوی سفارتخانہ نے اس موضوع پر سروے کیلئے کیا۔مولانا مدظلہ نے انٹرویو میں واضح کیا کہ مغرب کا اسلامی دنیا اور اپنے لئے جمہوریت کا نقطہ نظر متضاد ہے۔یہاں جب جمہور اور جمہوریت انکے مفادات میں آڑے آتی ہے تو اسے بے اثر کر دیا جاتا ہے۔

الرحمت ٹرسٹ کے نمائندہ وفد کی دارالعلوم آمد: ۳۰ر اپریل الرحمت ٹرسٹ کا ایک نمائندہ وفد مولانا عبدالرشید

صاحب کی قیادت میں دارالعلوم حقانیہ آیا۔اس وفد میں مولانا ارشد صاحب' حافظ ریاست علی خان صاحب اور جناب عثمان خان صاحب بھی شامل تھے۔وفد نے دارالعلوم کے مختلف شعبوں کا معائنہ کرنے کے بعد مولانا مفتی سیف اللہ اور مولانا عرفان الحق حقانی سے علیحدہ علیحدہ ملاقاتیں کیں۔جس میں ٹرسٹ کے زیر انتظام دینی' فلاحی اور رفاہی کاموں کی تفصیلات سے انہیں آگاہ کیا۔

مولانا عالم طارق کی دارالعلوم آمد: ۳۰/اپریل کو مولانا اعظم طارق کے بھائی مولانا عالم طارق دیگر رفقاء کے ہمراہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔دفتر اہتمام میں مولانا اظہار الحق حقانی صاحب سے ملاقات کی۔دارالعلوم اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی علمی ودینی خدمات کو انہوں نے سراہا۔

دارالعلوم میں پانچ ماہی امتحانات میں پوزیشن حاصل کرنے والوں میں تقسیم انعامات: ۹رمئی بروز ہفتہ کو حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے زیر صدارت دارالعلوم میں تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی۔جس میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو انعامات دیئے گئے۔ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں: (درجہ حفظ) اول: دولت میر بن عبدالواحد' حمید اللہ بن محمد۔دوم: رفیع اللہ بن عبدالسنان' حکیم اللہ بن آ منین۔سوم: عبدالباسط بن سعید الرحمٰن' عبداللطیف بن عبدالحلیم۔محمد فواد بن ہدایت الرحمٰن۔ (قراۃ والتجوید) اول: محمد طاہر بن عبدالجلیل۔دوم: انعام الرحمٰن بن نعیم خان۔سوم: اسد اللہ بن سید قہار (کمپیوٹر) اول: حضرت جمال بن ناصر خان۔دوم: ثناء اللہ بن نصر اللہ' سوم: مغفور اللہ بن گل حبیب۔(اعدادیہ) اول: خیر اللہ بن سردار حسین۔دوم: مقصود علی بن گل شاہ۔سوم: جنید خان بن عبدالمجید۔(متوسطہ) اول: اللہ یار بن سید مرجان۔دوم: ناصر خان بن گل مست خان سوم: ساجد خان بن اصل خان (درجہ اولیٰ) اول: محمد انوار عزیز بن محمد عامل خان۔دوم: جلیل احمد بن گلدراز سوم: فضل حق بن رحمت فقیر۔ (ثانیہ) اول: منصور احمد بن عبدالشکور۔دوم: محمد عالم بن عزت خان۔کلیم اللہ بن حافظ شوکت علی۔سوم: محمد جواد بن محمد ریاض (ثالثہ) اول: محمد ادریس۔دوم: سجاد علی۔سوم: عثمان غنی۔(رابعہ) اول: محمد مسعود بن جان محمد۔اول: لائق رحیم بن فضل رحیم۔دوم: اسد خان بن زمین شیر۔سوم: عرفان اللہ بن ثناء گل۔(خامسہ) اول: صفی اللہ بن اسید اللہ۔دوم: محمد یوسف بن عبدالرحمٰن۔سوم: محمد بلال بن میر سید علی۔(سادسہ) اول: محمد زکریا بن محمد زمان۔دوم: علی حسن بن لطیف خان۔سوم: عبدالوحید بن منصف وار۔سوم: فیاض احمد بن نور محمد (تکمیل) اول: عنوان اللہ بن زرمان۔ دوم: مسعود احمد بن اللہ یار۔سوم: محمد طاہر بن محمد کریم۔سوم: محمد زبیر بن مظفر شاد۔(موقوف علیہ) اول: محمد طاہر بن عبدالجلیل۔دوم: جلیل احمد۔سوم: عمران خان بن امیر زادہ (دورہ حدیث) اول: محمد واعظ بن محمد یعقوب۔دوم: عید محمد بن قماز خان۔سوم: رئیس خان طورو بن محمد انور۔سوم: محمد مشتاق بن محمد عرفان۔سوم: عبدالواحد بن سلطان سید (تخصص فی الفقہ) اول: اسلام سید بن شیر علی سید۔دوم: سید جمیل شاد بن جمعہ گل۔سوم: نوشیر زمان بن رقیب زمان۔ (تخصص فی الحدیث) اول: عبدالباسط بن یقین بادشاہ۔دوم: حافظ میر ولیس بن محمد نور اللہ۔سوم: عبداللہ

ادارہ

تعارف تبصرہ کتب

کتاب: تفسیرالحسن البصری ؒ (عربی) ۵ حصہ مکمل

تخریج وتحقیق: شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب مدنی مدظلہ

قیمت: سات سو روپے (رعایتی) ناشر: مکتبہ رشیدیہ سردار پلازہ جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک

حضرت امام حسن بصری ؒ کا شمار اجلہ اور کبار تابعین میں ہوتا ہے آپ اہل بصرہ کے امام اور اپنے زمانہ کے امت میں زبردست عالم تھے اور حبر امت کے لقب سے مشہور تھے۔ آپکے بارے میں امام غزالیؒ فرماتے ہیں' حسن بصریؒ اپنے کلام میں انبیاء کرام کے کلام کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والے انسان تھے' اور صحابہ کرام کی سیرت وکردار سے سب سے زیادہ قریب تھے' وہ نہایت ہی فصیح وبلیغ تھے اور آپ کے منہ سے حکمت کی باتیں موتیوں کی طرح جھڑتیں تھیں۔

مفسرین میں آپ کا تعلق طبقہ اہل عراق سے رہا ہے' تفسیر قرآن کے متعلق آپ کے اقوال مختلف روایات میں آئے ہیں' آپ کے یہ تفسیری اقوال اولین تفسیر بالماثور میں شمار ہوتے ہیں۔ تفسیر حضرت عبداللہ بن عباسؓ تفسیر مجاہدؒ تفسیر عکرمہ اور حسن بصری یہ تمام دیگر تفاسیر کے لئے مراجع ہیں' تاتاری فتنے کے دوران یہ تفسیر مفقود ہوگئی تھی عالم اسلام کی عظیم یونیورسٹی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے شعبہ دراسات علیا نے اس تفسیر کو معتمد اور مستند تفاسیر سے دوبارہ جمع کرنے کیلئے دراسات علیا کے دو بڑے معتمد علماء کو یہ گراں قدر کام حوالہ کیا۔ مدینہ منورہ کے جلیل القدر عالم دکتور عمر یوسف کمال مدنی کو پہلے چودہ پارے اور استاد محترم دارالعلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدنی مدظلہ کو آخری سولہ پارے تفویض کیے گئے۔ دونوں حضرات نے چار سال کی طویل مدت میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس عظیم خدمت کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جس کے سلسلے میں دونوں حضرات نے سینکڑوں کتب تفسیر وحدیث وسیرت کے لاکھوں صفحات سے حضرت حسن بصریؒ کے تفسیری اقوال کو جمع کیا اور پھر رجال اسناد روایت کی توثیق اختلافی مسائل میں ترجیح راجح فن تفسیر میں حضرت حسن بصریؒ کا منہج مفسرین میں حضرت حسن بصری ؒ کا مقام محدثین میں ان کی روایات کا

درجہ ان کے حالات زندگی شجاعت جہاد فی سبیل اللہ کے سلسلے میں افغانستان‘ کابل میں سینکڑوں صحابہ کرام کی سنگت میں پنج سالہ قیام مواعظ عمر بن عبدالعزیز کے نام مکاتیب اور انکے بے شمار علمی دینی تبلیغی کارہائے نمایاں تفسیری فوائد و عجائب آپ کیلئے اس زرین تفسیر میں قرۃ العیون کا ذریعہ بنیں گے۔ یہ تفسیر پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ ابتدائی جلد میں آپکی سیرت و تاریخ کا خوبصورت مرقع ہے‘ ضرورت اس امر کی ہے کہ کتاب کے اس حصے کو اردو قالب میں ڈھالا جائے تاکہ عام اردو خواں طبقہ کو اسی جلیل القدر امام کی سیرت و سوانح سے آگاہی حاصل ہو جائے۔ طلبہ علوم دینیہ کیلئے رعایتی قیمت صرف سات سو روپے ہے۔ کمپوزنگ اور ٹائٹل مجلد اور دیدہ زیب۔ اس میں شک نہیں کہ یہ تفسیر علوم قرآنیہ میں ایک قابل قدر اور بہترین اضافہ ہے‘ دورۂ تفسیر پڑھنے اور پڑھانے والوں کے لئے بالخصوص یہ تفسیر ایک بیش قیمت سوغات ہے۔

کتاب: حق و باطل کی پہچان (دو جلدیں) مصنف: مولانا حافظ ضیاء الدین پیرزادہ

ضخامت: ۱۵۹۲ صفحات

محترم حضرت مولانا حافظ ضیاء الدین پیرزادہ کی زرین‘ گرانقدر و قیع تصنیف ہے۔ جس میں اسلاف کرام‘ بالخصوص اکابرین دیوبند کے سرفروشانہ‘ جراتمندانہ حق گوئی و بیباکی اور جان بازی کے نادرہ روزگار ایمان افروز واقعات‘ خطبات‘ ملفوظات‘ ان کی سوانح حیات‘ دینی ملی خدمات کے علاوہ مذہب اسلام کے سارے شعبوں عقائد و عبادات‘ معاملات‘ اخلاقیات‘ اقتصادیات‘ جہاد و تبلیغ‘ زہد و تقویٰ اور فرق باطلہ کے غلط افکار و نظریات کی مدلل تردیدات اور دیگر سینکڑوں متنوع مسائل کو معتمد مصادر سے پوری محنت و عرقریزی کیساتھ منتخب فرما کر بہترین سلیقہ مندی سے گنجینہ جواہرات بنا کر شستہ شگفتہ سلیس ادبی اردو زبان میں افادہ عام کیلئے شائع فرمادیا ہے۔

حق و باطل کی پہچان کی یہ مایہ ناز کتاب دو جلدوں (۱۵۹۲ صفحات) میں بہترین کتابت و طباعت‘ معیاری کاغذ دیدہ زیب جلد بندی سے آراستہ ہے طلبہ کیلئے رعایتی قیمت۔

اس نادرہ روزگار علمی شاہکار کتاب سے ہر دار المطالعہ‘ کتب خانہ کی زینت افزائی حد درجہ ضروری ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

اَشرفُ الباری

اُردو شرح صحیح البخاری

از رئیس المناظرین وکیل احناف

حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ

(استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا)

درج ذیل اکابر کے دُعائیہ کلمات اور تأثرات

شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہ

شیخ الحدیث مولانا منظور احمد صاحب مدظلہ

حضرت مولانا محمد اکبر صاحب مدظلہ

(شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان)

حضرت مولانا شبیر الحق کشمیری مدظلہ

(استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان)

بخاری شریف کی جملہ معروف عربی اردو شروحات سے مرتب شدہ پہلی مرتبہ اردو میں جامع شرح۔ جس کے بارہ میں حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں۔ بخاری شریف کی متعدد اردو شروحات دستیاب ہیں۔ جن میں سے بعض بہت طویل اور بعض نہایت مختصر ہیں۔ ایک معتدل شرح کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اس شرح نے اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔

اشرف الباری کی چند خصوصیات

کامل ۱۵ جلد

☆ حدیث کا مکمل تصحیح شدہ جلی متن مع اعراب ☆ عام فہم دلنشین اردو ترجمہ

☆ حدیث کی تشریح میں اکابر کی متعدد قدیم وجدید کتب سے استفادہ

☆ ترجمۃ الباب سے امام بخاری کی اغراض اور اکابر کی مختلف توجیہات

☆ ترجمۃ الباب اور ماتحت حدیث کی نفیس توجیہات ☆ حدیث سے ماخوذ فقہاء کے مذاہب اور انکی تنقیح

☆ متشابہ تراجم میں فرق کی وضاحت ☆ فقہی مذاہب میں مکمل دلائل اور ان کے جوابات

☆ معلقات بخاری شریف کی مفصل شرح ☆ قال بعض الناس کا مالہ وعلیہ کیساتھ مکمل وضاحت

☆ تراجم ودیگر مواقع پر موجود ابہام کی وضاحت اور اس جیسی خصوصیات کی حامل جدید اردو شرح

☆ حضرت مؤلف جو کہ رد فرق باطلہ وضالہ کے حوالہ سے مسلم شخصیت ہیں انہوں نے ان حدیثوں کی ایسی دلنشین تشریح ... جن کی بنیاد پر غیر مقلدین احناف پر معترض بنتے ہیں۔

نوٹ: کتاب بدء الوحی تا کتاب الایمان مکمل.... کتاب العلم مکمل طبع ہو چکی ہیں باقی جلدیں جلد منظر عام پر

منتخب کنز العمال

مکمل کنز العمال تقریباً پچاس ہزار احادیث سے انتخاب جو ہر مسلمان کی روزمرہ زندگی سے متعلق پہلی مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عام فہم اقوال واحوال کا جامع انتخاب اُردو ترجمہ کیساتھ ان شاء اللہ جلد منظر عام پر

تقریر وتحریر کے آداب

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خطبات وملفوظات سے تقریر وتحریر کے احکام وآداب اور اس شعبہ سے وابستہ حضرات کی اصلاح کیلئے دستور العمل پر مشتمل اسلامی قوانین کا مجموعہ علاوہ ازیں تقریر وتحریر کے بارہ میں جدید انداز اور رہنما اصول

ضرورت مرشد

برصغیر پاک وہند کی ایک سو سے زائد اُن مبارک شخصیات کا تذکرہ... جنہوں نے علم وعرفان اور فضل وتقویٰ کے باوجود اپنے اپنے دور کے سلاسل اربعہ کے اہل اللہ سے اپنی اصلاح باطن کرائی اور عادۃ اللہ یونہی جاری ہے کہ صحبت کے بغیر اخلاص اور عمل میں برکت ممکن نہیں اور فیض بھی انہی حضرات کا جاری وساری ہے۔ جنہوں نے شرعی علوم کے بعد باطنی علوم کی تحصیل کیلئے خود کو مرشد کامل کے سپرد کیا... اس کتاب میں عقلی ونقلی دلائل اور اکابر کی سوانح سے یہی چیز نمایاں ہے ... کہ مرشد کامل کی صحبت کے بغیر انسانیت کا کمال حاصل نہیں کیا جا سکتا... ہر شخص اور ہر گھر کی ضرورت..... اپنے موضوع پر منفرد لاجواب کتاب۔

عوام وخواص کیلئے اصلاح افروز چار کتابیں

یادگار باتیں

قافلہ مجدد تھانوی رحمہ اللہ کے تربیت یافتہ حضرات کی وہ یادگار باتیں جن کے مطالعہ سے ہزاروں لوگوں کی زندگیوں میں دینی انقلاب آیا۔ اس کا مطالعہ فکر آخرت کے ساتھ دنیا میں بھی حیات طیبہ کا ضامن ہے۔

☆ اکابر کی سینکڑوں کتب سے ماخوذ اصلاحی باتیں جن کا حرف حرف اصلاح ظاہر وباطن کیلئے تریاق ہے۔

☆ آج کی مایوس اور پریشان حال انسانیت کیلئے مینارہ نور وہ قیمتی باتیں جو دلوں میں اتباع سنت اور اعمال صالحہ کی قوت پیدا کر کے جینے کی صرف تمنا ہی نہیں پیدا کرتیں بلکہ زندگی کے حقیقی لطف سے روشناس کراتی ہیں۔

یادگار ملاقاتیں

تاریخ انسانی سے ماخوذ ان سبق آموز ملاقاتوں کا مجموعہ جن کی روشنی میں انفرادی واجتماعی اصلاح کا پہلو نمایاں ہے۔ سات حصوں پر مشتمل مختلف ادوار کی اصلاح افروز ملاقاتوں کا مجموعہ ایک ایسی دلچسپ کتاب جسے آپ ایک ہی نشست میں مکمل پڑھنا چاہیں گے۔ ہر ملاقات دلچسپ اور ہر واقعہ عبرت ونصیحت سے آراستہ۔

یادگار تحریریں

اکابرین علماء دیوبند اور مولانا سید انظر شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے ادبی قلم کی شاہکار تحریرات جن میں اسلامی موضوعات کے علاوہ اسلاف مشاہیر اور تقریباً ساٹھ اکابرین دیوبند کے حالات سپرد قلم فرمائے گئے ہیں۔ اردو ادب کی چاشنی کے ساتھ اکابر کی یادگار تحریروں کا جدید ترین مجموعہ۔

یادگار واقعات

انسانی تاریخ کے وہ دلچسپ واقعات جو اصلاح افروز بھی ہیں اور عبرت انگیز بھی۔ سینکڑوں مستند کتب کے مطالعہ سے ماخوذ ان یادگار واقعات کا مجموعہ جس کی روشنی میں اسلام کے تابناک ماضی سے سبق سیکھ کر اپنے حال ومستقبل کو روشن کیا جا سکتا ہے۔ خواتین اور ہر عمر کے افراد کیلئے بہترین قابل مطالعہ کتاب

صرف فون کیجئے اور گھر بیٹھے بذریعہ ڈاک رعایتی قیمت پر حاصل کیجئے **اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ** چوک فوارہ مُلتان پاکستان

(0092-61-4510513-4519240 Mob: 0322-6180738

Email:taleefat@mul.wol.net.pk Ishaq90@hotmail.com

Brands Icon Award 2008 given to Rooh Afza

کامیابی کا یہ قصّہ نیا نہیں
پھر بھی اتنا ہی تازہ ...

اور اس سال Brands Icon Award کا اعزاز اس قصے کا ایک تازہ ترین باب ہے
جو کہ پاکستان کے صرف سات منفرد برانڈز کو نوازا گیا ہے۔
ایک ایسے برانڈ کے لئے جس نے سو سال سے اپنے اعلیٰ معیار کو مسلسل برقرار رکھا ہوا ہے
یہ اعزاز جیسے روز کی بات ہو۔ گو کہ ہر بار یہ خبر اتنی ہی تازہ ہوتی ہے جیسے کہ دنیا کا سب سے
بہترین روایتی مشروب ... روح افزا

Brands of the Year
Award 2008

Consumers Choice
Award 2008

Merit Export
Award 2007-2008

Brands of the year Award 2008
BRAND'S PRIDE OF PERFORMANCE
WWW.BRANDSAWARD.COM

ہمدرد

ہمدرد لیباریٹریز (وقف) پاکستان
ISO 9001: 2000 & ISO 22000: 2005 CERTIFIED

Tel: (009221) 6616001-4, E-mail: headoffice@hamdard.com.pk, www.hamdard.com.pk

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

مطبوعات مؤتمر المصنفین جامعہ حقانیہ

نمبر شمار	نام کتاب	تصنیف	افادات	صفحات
۱	حقائق السنن شرح جامع السنن للترمذیؒ	حضرت مولانا سمیع الحق	شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ	۵۳۶
۲۔	دعواتِ حق ۔ (مکمل دو جلد)	" " "	" " " " "	۱۱۹۲
۳۔	قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ	" " "	" " " " "	۴۰۰
۴۔	عبادات وعبدیت	" " "	" " " " "	۸۸
۵۔	مسئلہ خلافت وشہادت	" " "	" " " " "	۱۰۴
۶۔	صحبتے با اہل حق (مجلد)	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۴۰۸
۷۔	اسلام اور عصر حاضر (مجلد)	حضرت مولانا سمیع الحق	حضرت مولانا سمیع الحق	۴۶۰
۸۔	قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق	" " "	" " " " "	۹۶
۹۔	کاروان آخرت (مجلد)	" " "	" " " " "	۴۴۶
۱۰	شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ خصوصی نمبر	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۱۲۰۰
۱۱۔	قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف	حضرت مولانا سمیع الحق	" " " " "	۲۰۸
۱۲	قادیان سے اسرائیل تک	" " "	" " " " "	۲۲۴
۱۳۔	قومی اور ملی مسائل پر جمعیت کا موقف	" " "	" " " " "	-
۱۴۔	میری علمی اور مطالعاتی زندگی (مجلد)	" " "	" " " " "	۵۶۰
۱۵۔	روسی الحاد		" " " " "	۲۲۰
۱۶۔	فتاویٰ حقانیہ	مولانا مفتی مختار اللہ	حضرت شیخ الحدیث ومفتیان حقانیہ	۳۶۰۰
۱۷۔	خطبات حق	,, ,, ,	حضرت مولانا سمیع الحق	۴۵۰
۱۸	نظام اکل وشرب	,, ,, ,,	" " " " "	۴۵۰
۱۹۔	صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۵۰۰
۲۰۔	زین المحافل (شرح شمائل ترمذی) جلد دو	مولانا اصلاح الدین	" " " " "	۱۰۵۵
۲۱	مروجہ کرنسی کیلئے معیار نصاب سونا یا چاندی	مولانا مفتی مختار اللہ	مولانا مفتی مختار اللہ	۱۰۰
۲۲	انوارِ حق (جلد اول)	حافظ سلمان الحق حقانی	حضرت مولانا انوار الحق حقانی	۲۶۰

مؤتمر المصنفین ○ جامعہ دار العلوم حقانیہ ○ اکوڑہ خٹک